ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية) شمارہ: ۷ مئی ۲۰۰۹ء بمطابق جمادی الاول ۱۴۳۰ھ

سچ کہوں تو گلہ ہے مجھ کو زمانے کی کورذوقی سے

بُری صحبت اور اس کے بھیانک نتائج

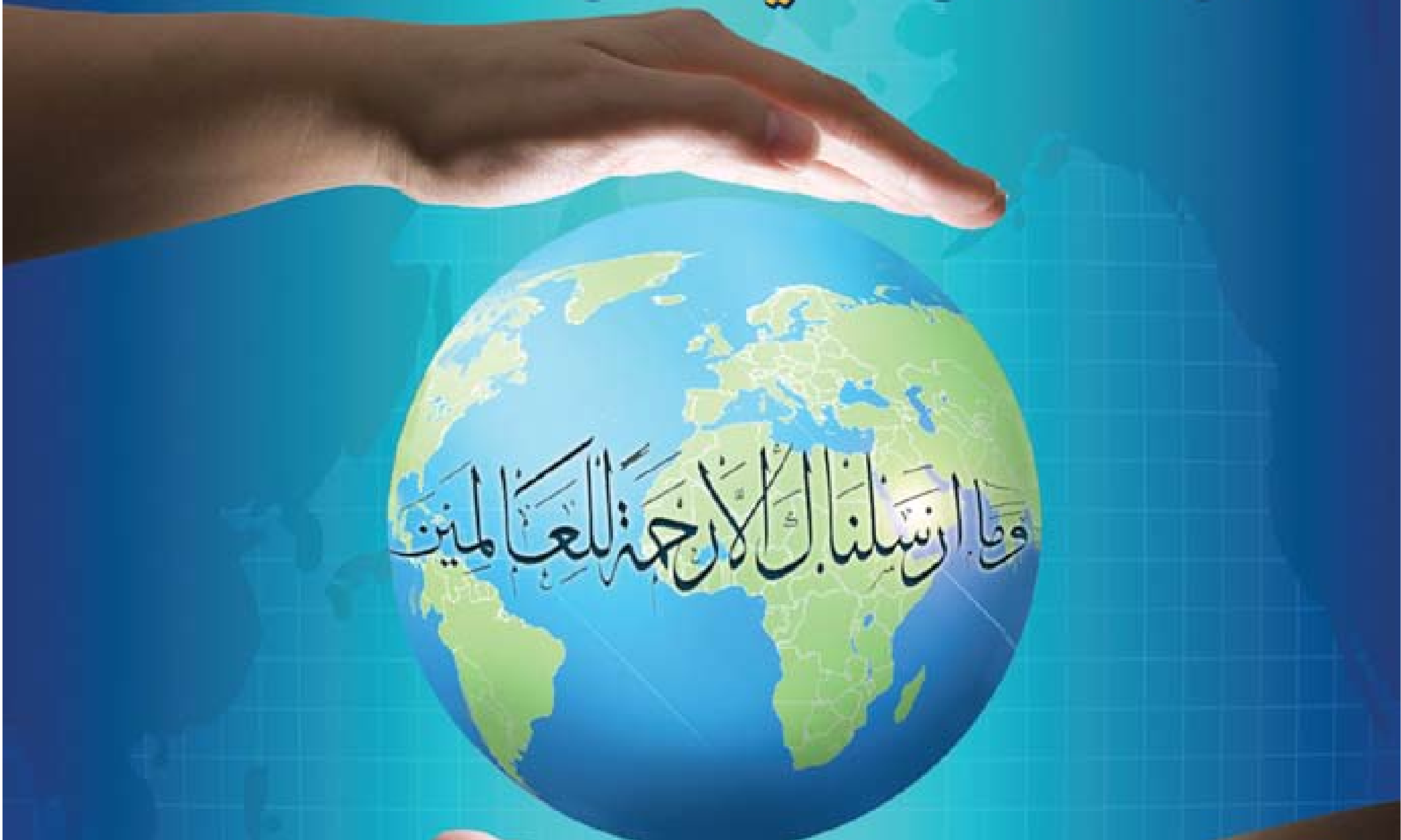

انسانیت کا مذہب

IPC

4 موت کی تمنا کرتے ہیں زندگی میں

10 بُری صحبت اور اس کے بھیانک نتائج

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

مصباح

ماہنامہ

شمارہ: ۷ مئی ۲۰۰۹ء بمطابق جمادی الاول ۱۴۳۰ھ

سرپرست اعلیٰ

محمد اسماعیل الانصاری

نگران عمومی

خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر

صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر

اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت

سید عبدالسلام عمری — شیخ عبدالسلام عمری
مجاہد خان عمری — محمد عزیز الرحمٰن
محمد شاہنواز محمدی — شیخ حبیب الرحمٰن جامعی

گرافک ڈیزائن

نوشاد زین العابدین

ناشر

لجنۃ التعریف بالاسلام (ipc) کویت

رابطہ کا پتہ

ipc پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت

فاکس : 22400057

فون نمبر : 22444117 EXT. 104

ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in

ویب سائٹ: www.ipc-kw.com

اس شمارے میں

تجلیات	وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں	2
صدائے عرش	اللہ کا رنگ	3
آئینۂ رسالت	توبہ کو لازم پکڑیں	3
دیار غیر میں	موت کی تمنا کرتے ہیں زندگی میں	4
دعوت وحکمت	دعوت وتبلیغ کے لیے منصوبہ سازی کی اہمیت	6
ہدایت کی کرنیں	میں مسلمان کیوں ہوا؟	7
آداب زندگی	سونے کے آداب	8
تربیت وتزکیہ	بُری صحبت اور اُس کے بھیانک نتائج	10
تصویر خیال	سچ کہوں تو گلہ ہے مجھ کو زمانے کی کوروقی سے	12
آفاقی پیام	قرآن حکیم کیا ہے؟ ...... انسانیت کا مذہب	14
سیرت کے البم سے	سیرت نبوی کی ایک جھلک	15
نکہت گل		16
فقہ وفتاوی	آپ کے مسائل کا حل	17
طب وصحت	تندرستی میں ورزش کا اہم رول	18
اصول کامرانی	دلوں پر فتح کیسے پائیں؟	18
باغیچۂ اطفال	..........؟؟؟	19
خبر ونظر	عالمی خبریں	20
بزم ادب	اے دختران قوم۔ نظم	21

❖ كلمة العدد ❖ ليس لديك مشاكل يعني ما تعمل ❖ ومن أحسن من الله صبغة...؟ ❖ التوبة شعار المؤمن
❖ حوار مع المريض المصاب بالإيدز ❖ لماذا أسلمت ؟ ❖ آداب النوم ❖ الصحبة السيئة وآثارها الوخيمة
❖ عذب الكلام ❖ ما هو القرآن ؟ ❖ الإسلام دين العالمية ❖ نبذة عن السيرة النبوية ❖ أوراق ذهبية
❖ الفتاوى الشرعية ❖ صحتك و الرياضة البدنية ❖ كيف تكسب القلوب؟ ❖ دوحة الأطفال
❖ أخبار العالم الإسلامي ❖ ساحة الشعر

طلال فاخر
ایڈیٹر مجلّہ ''البشریٰ''

آپ سے غلطی نہیں ہوتی......گویا آپ کام نہیں کرتے

جس شخص سے کبھی غلطی نہیں ہوتی وہ وہی ہوسکتا ہے جو کوئی کام نہیں کرتا اور کام کو چھوڑنا اس کی زندگی میں سب سے بڑی غلطی ہے......جب انسان کا کام زیادہ ہوتا ہے تو وہ غلطیوں کا نشانہ بھی زیادہ بنتا ہے

مَنْ ذَا الَّذِیْ مَا سَاءَ قَطُّ وَ مَنْ لَہُ الْحُسْنیٰ فَقَطْ

کون ہے جس سے کبھی غلطی نہیں ہوتی کون ہے جس کی جھولی میں ہمیشہ اچھائی ہو

لہٰذا اے کام کرنے والو! جب لوگ آپ پر نقد کریں، آپ کی ذات کو نشانہ بنائیں اور آپ کو برا بھلا کہیں......تو آپ بددل نہ ہوں' کیونکہ اِس کا مطلب ہے کہ آپ کام کرتے ہیں......بیٹھے نہیں ہیں۔

اگر وہ آپ پر پیچھے سے نیزہ پھینکتے ہیں اور آپ کو زخمی کردیتے ہیں......تو یاد رکھیں......کہ آپ انکے دوش بدوش چل رہے ہیں!! آخر لوگ صاحب نعمت ہی سے تو جلتے ہیں......! صاحب امتیاز ہی کو تو نظر لگتی ہے......!! صاحب ثروت ہی کے ہاں ناچوری ہوتی ہے......!! قائد ہی نا بے خبری میں مارا جاتا ہے......!! اسپورٹس میں بھی......نتائج حاصل کرنے والے وہی ہوتے ہیں جو کھیل کے میدان میں دوڑ لگاتے ہیں، حالانکہ ان کی تعداد بہت کم ہوتی ہے......رہے مشاہدین......جنکی تعداد انگنت ہوتی ہے......انہیں شور مچانے کے علاوہ اور کچھ ہاتھ نہیں لگتا۔

اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے کیوں کہ اول الذکر میں حرکت ہے اور ثانی الذکر کا مطلب ہے کہ تھوڑی دیر کے بعد آپ سونے والے ہیں!!

تیر نشانہ کو تب پہنچتا ہے جب وہ کمان سے نکلتا ہے!! اور دل میں موجود معنی تب تک اثر انداز نہیں ہوتا جب تک کہ کلمہ بن کر زبان سے نہ نکلے!! اور پانی جب ٹھہر جاتا ہے تو متعفن ہوجاتا ہے!!

اگر کھوج پرکھ نہ ہوتی تو سونے کی پہچان نہ ہوسکتی تھی......!! اگر غوطہ زنی نہ ہوتی تو موتی کہاں سے نکلتا......!! اگر سفر، آمدورفت اور ترکِ وطن نہ ہوتا تو علوم کا حصول ممکن نہ تھا......!! اگر انگلیوں کو حرکت نہ دی جاتی تو یہ مضمون نہیں لکھا جاسکتا تھا......!!

اب ہمارے لیے یہ کہنا باقی رہ گیا ہے کہ کائنات کا یہ نظام ایک ٹھوس شرعی دلیل پر قائم ہے اور وہ یہ کہ ہر کوشش کرنے والے کو کوشش کے مطابق صلہ ملتا ہے اور بقدر صلہ اُس کی آزمائش بھی ہوتی ہے......لہٰذا جسے اللہ تعالیٰ محبوب رکھ رہا ہو اُسے چاہیے کہ ''طبیعت پر گراں گزرنے والی چیزوں کی شکل میں'' اللہ کا ہدیہ قبول کرلے۔ انبیائے کرام کو دیکھئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب تھے۔ جو سب سے زیادہ کام بھی کرتے تھے۔ تو ان کی آزمائشیں بھی زیادہ ہوئیں۔

اس لیے دوستو! کام کرو......زینے پر چڑھو...... اور اُن لوگوں کی قطعاً پرواہ نہ کرو جو تمہارا قدم پکڑ کر نیچے گرانا چاہ رہے ہوں......یہ جان لو کہ اگر نیچے کی طرف جھانکنا شروع کیا تاکہ ہر چیخنے والے کا جواب دے سکو......تو کبھی بلندی تک نہیں پہنچ سکتے!!

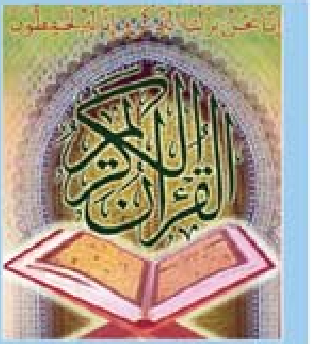

اللہ کا رنگ

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُونَ﴾ (البقرہ ۱۳۸)

ترجمہ: "(اے یہود و نصاری) اللہ کا رنگ اختیار کرلو، اور اللہ کے رنگ سے اچھا کون سا رنگ ہوسکتا ہے اور ہم اُسی کی بندگی کرتے ہیں"۔

تشریح: اللہ کے رنگ میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں:

- ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد اللہ کا دین ہے اور اُس کی وجہ یہ ہے کہ بعض عیسائی اپنے بچوں کو پیلے رنگ میں رنگتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ اُن کے لیے تطہیر ہے اور اب وہ عیسائیت میں داخل ہوگیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ کے رنگ کو طلب کرو اور وہ دین اسلام ہے یعنی دین اسلام کو قبول کرلو۔
- دوسرا قول یہ ہے کہ اللہ کے رنگ سے مراد اللہ کی فطرت ہے یعنی جس فطرت اور خلقت میں اللہ تعالی نے انسان کو پیدا کیا ہے اُس فطرت کو اپنالو اور خود تراشیدہ نظاموں کو چھوڑ دو۔
- تیسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالی کی سنت ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر محمد لقمان سلفی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"یہود و نصاریٰ کا دستور تھا کہ جب وہ کسی آدمی کو اپنے مذہب میں داخل کرنا چاہتے یا اپنے بچوں کو ایک خاص عمر میں پہنچنے کے بعد یہودیت یا نصرانیت کی تلقین کرتے تو کہتے کہ ہم نے اس پر اپنے مذہب کا رنگ چڑھا دیا۔ عیسائیوں نے اس کے لیے ایک زرد پانی ایجاد کیا تھا جس میں وہ اپنے بچوں کو اور ہر اُس شخص کو جو اُن کے مذہب میں داخل ہونا چاہتا تھا' غسل دیتے تھے جسے عربی میں صبغہ اور اردو میں بپتسمہ کہتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے نزول قرآن کے زمانے کے یہودیوں اور عیسائیوں کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ تمہارا یہ عمل کوئی معنی نہیں رکھتا، اور اللہ کے نزدیک اُس کی کوئی حیثیت نہیں، اصلی رنگ تو اللہ کا رنگ ہے اور وہ دین اسلام ہے۔ اس لیے تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اسلام کے رنگ میں رنگو، اور اُس کو اپنی زندگی میں جاری و ساری کرو کیونکہ جس طرح رنگ کپڑے کے ہر جزء میں پیوست کرجاتا ہے اُسی طرح اسلام اپنے ماننے والے کی حالت کو یکسر بدل دیتا ہے" (تیسیر الرحمن لبیان القرآن۔ ڈاکٹر محمد لقمان سلفی)

غرضیکہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے یہود و نصاری کے مروجہ عقیدے بپتسمہ کی تردید کی ہے اور انہیں کہا ہے کہ اصل رنگ تو اللہ کا رنگ ہے یعنی دین فطرت ہے۔ اس دین فطرت کے سایہ تلے آجاؤ جس کی طرف ہر نبی نے اپنے اپنے دور میں اپنی اپنی جماعت کو دعوت دی اور یہی دعوت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی بھی رہی ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا "بیشک اللہ تعالی کے نزدیک دین اسلام ہی ہے" (آل عمران ۱۹) دوسری جگہ فرمایا: "جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے' اُس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا" (آل عمران ۸۵)

شیخ حبیب الرحمن جامعی (کویت)

توبہ کو لازم پکڑیں

عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ التَّوَّابُونَ. (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

ترجمہ: انس ؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "آدم کی تمام اولاد گنہگار ہے، اور گنہگاروں میں بہترین وہ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں"۔

تشریح: غلطی انسان کی فطرت میں داخل ہے، ہر انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں، انسان کا نام انسان اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ بھولتا ہے، اگر وہ بھولتا نہیں تو وہ انسان نہ ہوتا۔ بالخصوص انسان کا اندرونی دشمن اس کا "نفس امارہ" ہے جو پہلو میں چھپا ہوا ہر وقت گناہ اور معصیت پر اُکساتا رہتا ہے اور بیرونی دشمن وہ شیاطین جن وانس ہیں جو ہر وقت انسان کو گمراہ کرنے اور اس سے گناہ کرانے کے گھات میں لگے رہتے ہیں۔ اس لیے انسان انتہائی پھونک پھونک کر قدم رکھنے کے باوجود بھی دن بھر میں دانستہ یا نادانستہ طور پر نہ معلوم کتنے گناہ کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کے علاوہ اور کوئی بھی انسان خواہ بڑا سے بڑا ولی اللہ ہی کیوں نہ ہو گناہوں سے معصوم نہیں ہوسکتا۔ اس لیے ان گناہوں اور نافرمانیوں کے وبال اور عذاب سے بچنے کی اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں کہ ہم اپنے دانستہ یا نادانستہ سرزد ہونے والے گناہوں پر زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار کرتے رہا کریں تاکہ جو گناہ سرزد ہوں توبہ و استغفار سے معاف ہوتے رہیں۔

پیارے نبی ﷺ معصوم عن الخطا ہونے کے باوجود کثرت سے توبہ و استغفار کیا کرتے تھے۔ ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں دن میں ستر مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ تعالی سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں"۔ (بخاری)

نیز ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "اے لوگو اللہ تعالی کے آگے توبہ کرو اور مغفرت چاہا کرو (دیکھو) میں بارگاہ الٰہی میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔ (مسلم)

جب امام الاولین والآخرین، رحمۃ للعالمین کی یہ حالت تھی حالانکہ وہ مغفور تھے، اللہ تعالی نے آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف فرما دیے تھے جو گناہ بھی نہیں تھے بلکہ خلاف اولی تھے، تو پھر ہم سب کو کس قدر توبہ و استغفار کرنا چاہیے اس کا اندازہ ہم خود لگا سکتے ہیں۔ آج ہمارا حال یہ ہے کہ سر سے پیر تک گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی توبہ و استغفار سے بے نیاز دکھائی دیتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ایک دن ہمیں اپنے رب کے پاس پہنچنا ہے اور حساب و کتاب چکانا ہے لیکن پھر بھی ہم غفلت کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ دانا وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے، اُس کی کمیوں اور کوتاہیوں کو ٹٹولے اور آخرت کی تیاری کے لیے کمربستہ ہوجائے اور بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات میں لگا ہو اور اللہ سے امیدیں باندھے رکھے۔

ظالم ابھی ہے فرصت توبہ نہ دیر کر   وہ بھی گرا نہیں جو گرا پھر سنبھل گیا

ایڈیٹر

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں......

ابھی ہم اکیسویں صدی عیسوی سے گذر رہے ہیں، یہ صدی ایجادات کی صدی کہلاتی ہے، عقل ودماغ کے عروج کی صدی کہلاتی ہے، لوگ چاند پر کمندیں ڈال رہے ہیں، سائنسی ایجادات کا فیضان ہماری مٹھی میں ہے، ہر میدان میں ترقی ہی ترقی دکھائی دے رہی ہے، لیکن افسوس اِسی صدی میں مہذب اور ترقی یافتہ کہلانے والے لوگوں کے ایسے ایسے واقعات منظر عام پر آنے لگے ہیں جنھیں سنکر جانوروں کی دنیا یاد آجاتی ہے، عقل ماتم کرنے لگتی ہے، دماغ چکرانے لگتا ہے اور بار بار ہمارے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ لوگ عقل رکھتے ہوئے ایسا سب کچھ کیوں کر رہے ہیں؟ پچھلے دنوں اخبار بینی کے دوران میری نظر سے تین ایسے واقعات گزرے جنھیں پڑھ کر میں دم بخود رہ گیا۔

◉ ایک شخص نے اپنے ہر دل عزیز بیٹے کو جان سے مار ڈالا کیونکہ کسی تانترک نے اُسے بتایا تھا کہ اگر تم نے اپنے بچے کو قتل کر دیا تو بہت جلد مالدار ہو جاؤ گے یہ واقعہ ہندوستان کی ریاست آسام کا ہے۔

◉ ایک باپ اپنی ہی بیٹی کے ساتھ نو سال تک جنسی زیادتی کرتا رہا کیونکہ اُسے جیوتشی نے یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر اپنی معاشی بدحالی دور کرنا چاہتے ہو تو اُس کا ایک ہی علاج ہے کہ اپنی بیٹیوں کو اپنی ہوس کا شکار بناؤ۔ اور خود باپ نے اپنی ایک دوسری جوان بیٹی کو تانترک کے حوالے کیا جو اُسی کے گھر میں اُس بچی کی عصمت دری کرتا رہا۔ یہ واقعہ عروس البلاد ممبئی کا ہے

◉ چار بھائیوں نے راتوں رات دولت حاصل کرنے کے چکر میں تانترکوں کے کہنے پر اپنی ماں کو بے رحمی سے قتل کر دیا۔ اُن چاروں بھائیوں کو کسی جیوتشی نے یہ بات کہہ دی تھی کہ اُن کے گھر میں خزانہ موجود ہے...... مگر اُسے حاصل کرنے کے لیے اپنی ماں کی بلی دینی ہوگی۔ تعجب خیز بات یہ ہے کہ چاروں بھائی تعلیم یافتہ تھے اُن میں سے ایک ایم بی اے، دوسرا انجینئر اور باقی دو بارہویں جماعت کے طالب علم تھے۔ یہ واقعہ ہندوستان کی راجدھانی دہلی کا ہے۔

ایک عام آدمی جب ایسے واقعات کو سنتا اور پڑھتا ہے تو ورطۂ حیرت میں پڑ جاتا ہے کہ کیا آج بھی اِس دھرتی پر چلنے پھرنے والے ایسے لوگ ہیں جو ارباب بصیرت اور تہذیب یافتہ کہلانے کے باوجود جانوروں کی سطح سے نیچے اُتر چکے ہیں...... لیکن اگر اِن واقعات کا صدور اُس قوم سے ہو رہا ہو جو ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے سامنے سر ٹیکتی ہو، ہر کنکر کو شنکر مانتی ہو اور شرمگاہ تک کو عقیدت سے پوجتی ہو تو یہ کوئی تعجب کی بات نہ ہوگی۔ کیوں کہ جب ایک قوم اپنے خالق اور منعم حقیقی سے بے وفائی کر سکتی ہے اور پنڈتوں اور جوگیوں کو خدائی کا درجہ دے سکتی ہے تو اپنی روزمرہ کی زندگی میں اُنکے حکموں کو عملی جامہ پہنانے میں کیوں کر جھجک محسوس کرے گی، جی ہاں! یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ آج تک ہندو قوم پر اِس خاص طبقے کا ایسا رعب طاری ہے کہ علم وتحقیق کے اِس دور میں بھی اُن کی باتیں پتھر کی لکیر سمجھی جاتی ہیں چنانچہ یہ جوگی اور تانترک جیسے چاہتے ہیں اس قوم کی عقل سے آج کھلواڑ کر رہے ہیں۔ اور یہ سب صرف اس وجہ سے ہو رہا ہے کہ اُن کا ایمان اللہ پر نہیں ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ جب انسان کا تعلق اپنے خالق ومالک سے کٹ جاتا ہے تو وہ دردر کی ٹھوکریں کھاتا ہے، ہر چیز سے ڈرتا ہے، یہاں تک کہ اپنی پرچھائی سے بھی خوف کھاتا ہے، اپنے ہی جیسے انسان کو نفع ونقصان کا مالک بنا بیٹھتا ہے، اُس کے سامنے سر ٹیکتا ہے اور مادہ پرستی کے رنگ میں ایسا رنگ جاتا ہے کہ اُس کے اندر سے اچھے اور بُرے کی تمیز مٹ جاتی ہے۔ وہ انسان نما جانور بن جاتا ہے...... یہاں تک کہ اُسے یہ بھی احساس نہیں رہتا کہ جان کی اہمیت کیا ہوتی ہے اور عزت وناموس کیا چیز ہے؟۔

بہر کیف جب اِس طرح کے واقعات منظر عام پر آتے ہیں تو اس سے ہمارے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے کہ ہم جس دین کے علمبردار ہیں اُس میں اس طرح کے خرافات کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں کیوں کہ اس کی تعلیم خالص توحید پر مبنی ہے۔ چنانچہ آج سے چودہ سو سال پہلے نبی رحمت نے انسانیت کے سامنے جو پیغام پیش کیا تھا اُس کی بنیاد اس بات پر تھی کہ اللہ کے علاوہ کوئی ذات نفع ونقصان کی مالک نہیں، اُسی سے مانگا جائے، اُسی سے لو لگایا جائے، اُسی کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جائے، نیز آپ نے نجومیوں، جیوتشیوں اور کاہنوں کا پول کھولتے ہوئے اپنی امت کو خبردار کر دیا کہ ”جو شخص کسی نجومی کے پاس آیا اور اس سے کسی چیز کی بابت پوچھا تو اُس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی“ (مسلم) اور ایک دوسری جگہ فرمایا: ”جو شخص کسی کاہن کے پاس آیا اور اس کی بات کی تصدیق کی تو اُس نے محمد (ﷺ) پر اُتاری گئی شریعت کا انکار کیا“ (ابوداود) ایسا اس وجہ سے کہ مبادا اِس امت کا وہی حال ہو جائے جو آج کفار ومشرکین کا ہو رہا ہے۔

لیکن صد حیف! وہ امت جس کی پہچان توحید سے ہوتی تھی آج ایمان کی کمزوری کی وجہ سے اس کے اندر بھی مختلف قسم کی توہم پرستیاں پائی جاتی ہیں، امتحان میں کامیابی حاصل کرنی ہو...... یا...... من پسند کی شادی...... شوہر کو قبضہ میں کرنا ہو...... یا...... دشمنوں کو ناکام بنانا...... ہر کام کے لیے عاملوں اور جیوتشیوں سے رجوع کیا جاتا ہے، جعلی عاملوں کا سب سے آسان شکار عورتیں ہوتی ہیں، واقعہ یہ ہے کہ خواتین مردوں سے کئی گنا زیادہ توہم پرست ہوتی ہیں، اس لیے عامل حضرات اُن کو اپنے چنگل میں پھنسانے کے لیے طرح طرح کے ڈرامے کرتے ہیں اور یہ بھولی بھالی عورتیں شوہر کے خون پسینے کی کمائی ایسے عاملوں کے حوالے کر دیتی ہیں جو حقیقت میں فراڈ ہوتے ہیں جن کا کام ہی رنگ بازی اور ٹھگی کر کے دولت کمانا ہوتا ہے۔

آج وقت کا تقاضا ہے کہ سادہ لوح عوام کو اِس فتنے کی خطرناکی سے آگاہ کیا جائے جو اس کے ایمان کا سودا کر رہا ہے، اس کے لیے سب سے پہلے ضرورت اِس بات کی ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اُس کی عظمت سے واقف کرایا جائے، لوگوں کے سامنے اُن جعلی عاملوں، جیوتشیوں اور نجومیوں کا پول کھولا جائے اور اُن سے رجوع کرنے کا شرعی حکم بتایا جائے، منصوبہ بندی کے ساتھ عقائد پر مشتمل کتابچے اور پمفلٹ تیار کر کے لوگوں میں تقسیم کیا جائے اور اُن کے شبہات کے ازالہ کے لیے خاص مجلسیں منعقد کی جائیں۔ جب تک عقیدے کی اصلاح نہ ہوگی اصلاح معاشرہ کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

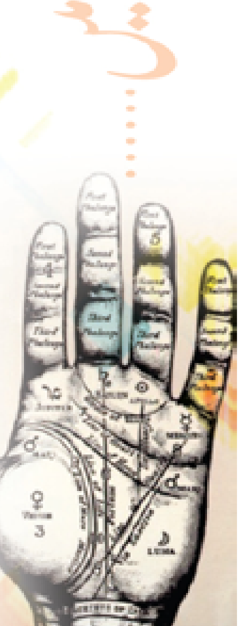

ہمراہ ڈاکٹر کے پاس پہنچا، میں نے ڈاکٹر کو اپنی کیفیت بتائی، اس نے مجھ سے پرانی رپورٹ مانگی، میرے پاس رپورٹ تو تھی نہیں چنانچہ انہوں نے طبی جانچ کروائی، رپورٹ دیکھ کر ڈاکٹر نے تعجب سے مجھے دیکھا اور عجیب وغریب سوالات کرنے شروع کئے۔ کہاں رہتے ہو؟...... کیا کرتے ہو؟...... کبھی کوئی آپریشن تو نہیں کروایا؟...... یہ سب تو عام سوالات تھے مگر جب انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت سے جنسی تعلق بھی قائم کیا ہے؟

میں فوراً بھانپ گیا اور ان سے سوال کیا کہ ''کیا مجھے ایڈز ہے؟'' ...... جواب دیجیے ڈاکٹر ...... میں اب تک بہت پریشان ہو چکا ہوں ...... تھک چکا ہوں میں ...... ہاں یا ...... نا ...... میں جواب دیجیے۔

ہاں! آپکو ایڈز ہے...... پوچھیے اپنے آپ سے کیا کیا آپ نے جو اس مہلک بیماری کا شکار ہوئے......۔

میرا چہرہ متغیر ہو گیا، میری دنیا تاریک ہو چکی تھی، میں اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا، ایسا لگ رہا تھا کہ میرے سارے جسم کی طاقت کسی نے سلب کر لی ہو۔ بھائی نے مجھے تھام کر سہارا دیا اور تسلی دیتا رہا اور میں...... تڑپ تڑپ کر بچوں کی طرح روتا رہا کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا۔

سوال: کیا آپ نے ڈاکٹر کے پاس جانے سے پہلے اپنی بیوی سے ہمبستری کی تھی؟

جواب: نہیں میں نے ہمبستری نہیں کی تھی۔ میرا ضمیر مجھے اُس کے قریب جانے سے روک رہا تھا۔ مجھے اس بیماری کا اندیشہ تھا کیونکہ ہر آدمی جو ایسا ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے اور یہی ایک وجہ تھی کہ میں اپنی بیوی سے دور رہا۔

سوال: اب آپ بیماری اور حالات کا مقابلہ کیسے کریں گے؟

جواب: میں نے اپنے آپ پر تو قابو پا لیا ہے، مگر میں بہت کمزور ہو چکا ہوں پہلے کی طرح زیادہ سفر نہیں کر سکتا، گھر نہیں جا سکتا، اگر جاؤں تو مجھے اہل خانہ سے دور رہنا ہوگا، ان سے بے اعتنائی برتنی ہوگی بالخصوص اپنی بیوی سے، میں اس کو کیا بتاؤں گا؟ کیسے اس کا سامنا کر پاؤں گا، لوگوں کو کیا جواب دوں گا، ہو سکتا ہے کہ میری ان سے لاپرواہی پر وہ مجھ پر شک کریں کہ میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں یا کر چکا ہوں ایسی حالت میں تو مجھے دوہری مصیبت سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اگر میں اسطرح کے شکوک کے ہالے میں آ گیا تو مجھے اپنی بیوی بچوں سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ آگے کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے، سوائے رونے کے کوئی چارہ نہیں۔

سوال: کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ وائرس بہت سخت جان ہے، کبھی کچھ مہینوں تک تو کبھی سالوں تک باقی رہتا ہے (اللہ کرے آپ صحتیاب ہو جائیں) اگر سالوں چلتا رہا تو اس مدت میں آپ کیا کریں گے......؟

جواب: میں جانتا ہوں کہ زندگی اور موت اللہ ہی کے قبضے میں ہے، الحمد للہ میں مسلمان ہوں، میرا معاملہ اللہ رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ میں جھوٹ نہیں بولنا چاہتا میری خواہش ہوتی ہے کہ کل کے بجائے آج ہی مر جاؤں تاکہ لوگوں کو میری کرتوتوں کا پتہ نہ چلے اور میں لوگوں کی ملامت بھری نظروں سے بچکر چپکے سے اپنی آخری منزل طے کر لوں۔

سوال: کیا آپ نے کسی کو اپنی اس لاعلاج بیماری کے متعلق نہیں بتایا؟

جواب: نہیں میں نے کسی کو بھی اس کے متعلق نہیں بتایا سوائے میرے بھائی کے، وہ جانتے ہیں اس حقیقت کو اور مجھے امید ہے کہ وہ اس کی بابت میرے مرنے کے بعد بھی کسی کو نہ بتائیں گے۔

سوال: کیوں آپ کسی کو نہیں بتانا چاہتے؟ کیا اپنی بیوی کو بھی نہیں؟

جواب: میں ڈرتا ہوں کہ انکی نظروں سے گر جاؤں گا، وہ مجھ پہ فخر کرتی ہے۔ میں معاشرے سے بھی ڈرتا ہوں، لوگوں کو اگر میری بیماری کے متعلق معلوم ہوگا تو لوگ مجھ سے بھاگیں گے، میرے بچوں کو طعنہ دیں گے، سکول میں میرے بچوں کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھیں گے۔ میرے بچے یہ سب برداشت نہیں کر پائیں گے۔

سوال: کیا آپ اپنے آپکو ملامت کرتے ہیں اور برائی کا احساس ہوتا ہے؟

جواب: میں اپنے نفس کو ملامت کرتا ہوں، دن میں ہزاروں بار اپنے کئے پر شرمندہ ہوتا ہوں اور اپنے نفس سے پوچھتا ہوں کہ میں نے ایسا کیوں کیا جبکہ میرے پاس باعفت خوبصورت وخوب سیرت بیوی ہے جس نے کبھی اپنے آپکو کسی غیر مرد کے حوالے نہیں کیا تو پھر میں نے کیوں اسطرح خیانت کی۔ کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں اور اس خواب سے ضرور باہر آ جاؤں گا۔ کاش! ایسا ہی ہوتا یہ سب ایک بڑا خواب ہوتا کاش! جس وقت میں گھر گیا تھا اس وقت میں نے اپنا سب کچھ اپنے بچوں کے نام کر دیا کہ انکی تعلیم مکمل ہو سکے اور وہ گھر بھی خرید کر آسودہ زندگی بسر کر سکیں۔

اللہ تعالی نے مجھے سب کچھ دیا دنیا کی ساری نعمتیں عطا کیں، مال و دولت، اولاد سب کچھ دیا تھا۔ ان نعمتوں پر مجھے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے تھا لیکن میں شیطان کے بہکاوے میں آ کر فحاشی میں پڑ گیا جسکی مجھے اللہ تعالی نے سزا دی ہے۔

سوال: اس مرض کے لاحق ہونے کے بعد آپکی زندگی میں کیا تبدیلیاں آئیں؟

جواب: میں بہت بدل چکا ہوں، دوستوں کے ساتھ سیر و تفریح کے لیے بھی نہیں نکلتا بلکہ تنہا رہتا ہوں۔ تنہائی میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں اور انٹرنیٹ پر اس مرض کے متعلق معلومات فراہم کرتا رہتا ہوں۔

مجھے پتہ ہے کہ میرا مرض لاعلاج ہے (وائرس زیادہ نہ پھیلے اس کا علاج جاری ہے) اور موت کب واقع ہوگی مجھے پتہ نہیں، لیکن میں چاہتا ہوں کہ میری موت میرے اہل وعیال کے درمیان واقع ہو اس لیے میں نے اپنے کام سے استعفی دے دیا ہے۔

سوال: آپ نے اپنا واقعہ ہمیں کیوں بتایا؟

جواب: میں یہ اس لیے بتا رہا ہوں کہ میرے اس واقعے سے لوگ عبرت حاصل کریں، بہت سارے نوجوان اس برائی کے انجام سے بے خبر ہیں، اس لیے میں اپنے بڑے تجربے کی روشنی میں انہیں انجام سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں، میں جس حالت سے گذر رہا ہوں اس نے مجھے ایک امانتدار ناصح بنا دیا ہے۔

میں جب بازاروں میں گھومتی ان ایشیائی لڑکیوں کو دیکھتا ہوں جو کم سن بے خبر نوجوانوں کو اپنے جال میں پھانستی ہوئی نظر آتی ہیں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ انکو ملنے سے روکوں کہ انکا حال بھی کہیں میری طرح نہ ہو جائے۔

بہت سارے نوجوان اس برائی کے انجام سے ناواقف ہیں، اس لیے میں اپنے بڑے تجربے کی روشنی میں انہیں انجام سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں، میں جس حالت سے گذر رہا ہوں اس نے مجھے ایک امانتدار ناصح بنا دیا ہے۔
میں جب بازاروں میں گھومتی ان ایشیائی لڑکیوں کو دیکھتا ہوں جو کم سن بے خبر نوجوانوں کو اپنے جال میں پھانستی ہوئی نظر آتی ہیں تو مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ ان کو ملنے سے روکوں کہ انکا حال بھی کہیں میری طرح نہ ہو جائے۔

آخری بات

آخری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہر وہ شخص جو ایسا کرنا چاہتا ہے اسکو چاہئے کہ وہ ایک نہیں ہزار مرتبہ سوچے کہ اسطرح کے کام کا انجام کیا ہوگا۔ لوگ بے خبری میں اس گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں جب جان کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے تب شرمندہ ہوتے ہیں جسکا کوئی فائدہ نہیں۔

ایسا بھی اک زمانہ آتا ہے زندگی میں
جب موت کی تمنا کرتے ہیں زندگی میں

ثناء اللہ عمری (کویت)

موت کی تمنا کرتے ہیں زندگی میں......

عبرت ونصیحت سے لبریز کویت میں مقیم ایک تارکِ وطن کی لرزہ خیز داستان جس کی زندگی آج جہنم نما بنی ہوئی ہے

کویتی گھروں سے خادموں اور خادمات میں فرار اختیار کرنے کا بڑھتا رجحان بہت ساری برائیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آئے دن ہم اخبارات اور جرائد میں فحاشیوں اور بدکاریوں کے خلاف پولس کی چھاپہ ماری کی بابت پڑھتے ہیں۔ بعض خادمات گھروں سے بھاگ کر ایسے لوگوں کا یرغمال بن جاتی ہیں جو قحبہ کے اڈے قائم کئے ہوتے ہیں۔ اس طرح وہ سستے داموں اپنے آپکو بیچ دیتی ہیں، یا کسی سے غلط تعلق قائم کرکے لذت کوشی میں لگ جاتی ہیں۔ شہوت کے نشہ میں انہیں شروع میں تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا لیکن ایک وقت آتا ہے کہ وہ خود اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں اور دوسروں کی زندگی کو اجیرن بنا دیتی ہیں۔ خالد حاجز الصمت ایسے ہی ایک شخص کا انٹرویو کویت سے شائع ہونے والا عربی روزنامہ ''القبس'' میں شائع ہوا ہے جو ایڈز کے شکار ہیں۔ اس انٹرویو میں تارکین وطن کے لیے عبرت ونصیحت کا پیغام ہے۔ اسی لیے میں نے اسے اردو قالب میں ڈھالا ہے۔

سوال: آپ اپنے بارے میں کچھ بتائیں؟

جواب: میں ایک ۳۰ سالہ جوان آدمی ہوں، ایک اچھے خوانوادے سے میرا تعلق ہے، میں یہاں ایک پرائیویٹ کمپنی میں کام کرتا ہوں، شادی شدہ ہوں، میرے پاس تین بچے ہیں، البتہ کویت میں تنہا ہوں، چار سال قبل کسب معاش کے سلسلے میں یہاں آیا تھا تاکہ اہل خانہ کے لیے خوب سے خوب مال جمع کرسکوں اور انکے خوابوں کو شرمندہ تعبیر کرسکوں، مگر اب میرے خوابوں کے شیش محل چکنا چور ہو چکے ہیں اور میری زندگی برباد ہو چکی ہے۔

سوال: کیا آپ مجھے اپنا حقیقی واقعہ بتا سکتے ہیں......؟

جواب: ایک دن میں کویت کے ایک شوپنگ کمپلکس کے سامنے راستے پر کھڑا تھا کہ اچانک ایک ایشیائی فلیپینی لڑکی پر نظر پڑی جو حسن وجمال کی ملکہ تھی، چست اور چھوٹے کپڑے میں بلا کی حسین لگ رہی تھی، مٹکتی ہوئی چال کے ساتھ کبھی دائیں طرف تو کبھی بائیں طرف نظریں گھما رہی تھی گویا کچھ تلاش کر رہی ہو، میں اسکی طرف بڑھا اور پوچھا: ''آپکو کیا چاہیے؟'' وہ میری طرف پلٹی اور مسکراتے ہوئے گویا ہوئی: ''میں کسی کا انتظار نہیں کر رہی ہوں، لیکن کیا آپ مجھے میری منزل تک چھوڑ سکتے ہیں'' میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے حامی بھرلی، اور وہ میرے ساتھ ہوگئی، راستے بھر گفتگو ہوتی رہی، میں نے بہت سارے سوالات کئے جسکے جوابات وہ بڑی بیباکی سے دیتی رہی، میں نے اس سے پوچھا: ''تم کیا کرتی ہو؟'' وہ مسکرائی اور بولی ''میں دینار کے بدلے ہر وہ کام کرتی ہوں جو مجھ سے طلب کیا جاتا ہے'' اس وقت میں اس کا ارادہ بھانپ گیا، مجھ پر بھی شہوت کا بھوت سوار ہوچکا تھا، میں اُسے اپنے کمرے میں لایا اور چند لمحوں میں اسکے ساتھ جسمانی تعلق قائم کر بیٹھا۔

بیشک شیطان نے مجھے ورغلایا آج بھی میں سمجھ نہیں پا رہا کہ اس لعنت میں پھنس گیا تو کیسے؟ جبکہ میں دیندار تھا، صوم وصلاۃ کا پابند تھا، لیکن اک لمحے نے میرے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا، اسکے حسن وجمال نے میری عقل کو مات دے دی۔ معاملہ یہیں پر ختم نہ ہوا بلکہ دو تین روز بعد میں نے اس سے دوبارہ بات چیت کی، اسکو ایک خاص جگہ پر بلایا، اُس سے اپنا مطلب حاصل کیا اور اسکی قیمت چکادی۔

کچھ ہی دنوں بعد مجھے اپنے عضو تناسل میں جلن محسوس ہوئی اور بہت سارے دانے نکل گئے۔ میں نے فارمیسی کا رخ کیا اپنی کیفیت بتائی اور دوا خرید کر استعمال کیا تو درد کچھ کم ہوا۔

میں نے بعد میں محسوس کیا کہ یہ تکلیف اسی لڑکی کی دین ہے تو اس سے تعلقات ختم کرلیا اور اس سے گزارش کی کہ پھر وہ کبھی مجھ سے بات نہ کرے۔ اس دوران وہ کئی بار مجھ سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن میں نے اُسے بالکلیہ نظر انداز کر دیا، دس ماہ کا عرصہ گذرنے کے بعد ایک بار پھر عجیب وغریب درد سے دوچار ہوا۔ اور وقفے وقفے سے ہوتا رہا۔

سوال: کیا علامتیں آپ پر ظاہر ہوئیں؟

جواب: بخار اور سردی محسوس کی، شروع شروع میں سمجھ نہ سکا اور گمان کیا کہ عام موسمی بخار یا نزلہ سردی یا پھر انفلوئنزا ہوگا لیکن جب تکلیف شدید ہوئی اور کمر کے درد کے ساتھ عضو تناسل سے بکثرت پانی اور ذرے آنے لگے تو ڈاکٹر سے رجوع کیا اور دوائیں لی، مگر درد بڑھتا ہی رہا تب میرے اندر خطرے کی گھنٹیاں سی بجنے لگیں اور میرے دل نے اطلاع دی کہ یہ کوئی بڑی بیماری ہی کا پیش خیمہ ہے۔ چنانچہ پھر میں نے ہسپتال کا رخ کیا، وہاں کچھ تحقیقات کے بعد انہوں نے گردے کی تکلیف کی دوائیں فراہم کیں، ان دواؤں کا بھی کچھ اثر نہ ہوا بلکہ کچھ دنوں بعد پورے جسم میں تکلیف شروع ہوئی اور وزن کم ہوتا گیا، تکان کا احساس ہونے لگا، خواہشات ختم ہونے لگیں اور نیند بھی نہیں آتی تھی، جس کی وجہ سے میں نے ایک دوسرے ڈاکٹر سے رجوع کیا۔

سوال: کیا آپکو کبھی شک بھی نہیں گذرا کہ یہ ساری تکلیف اسی عورت کی وجہ سے ہے؟

جواب: جی ہاں! مجھے ہمیشہ احساس ہوتا تھا پر میں اپنے نفس کو تسلی دیتا رہا۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے ڈاکٹروں سے اپنی کیفیت نہ بتائی کہ مبادا وہ مجھے طبی جانچ کے لیے مجبور کردیں یا میرا معاملہ واضح ہوجائے۔

سوال: پورے وثوق سے کیسے پتا چلا کہ آپکو ایڈس ہے؟

جواب: جب میری تکلیف حد سے بڑھ گئی تو میں نے وطن جانے کا فیصلہ کیا تاکہ وہاں اچھا علاج کرواسکوں۔ چنانچہ میں وطن گیا اور جانے کے دوسرے ہی دن اپنے بھائی کے

میں مسلمان کیوں ہوا ؟

مدینہ منورہ میں مقیم پچاس سالہ امریکی نومسلم ڈونالڈ فلوڈ کے قبولِ اسلام کی داستان

اللہ تعالی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے گوکہ وہ گناہوں کے دلدل میں پھنسا ہوا ہو ، امریکی نومسلم ڈونالڈ فلوڈ (یحییٰ) انہیں نصیبہ وروں میں سے ایک ہے جسے قبول اسلام کی توفیق ایک جوئے خانے میں ملی ، فلوڈ کی زندگی اسلام سے قبل قمار خانے سے ہی وابستہ تھی ، وہ نیوجرسی کے ایک بڑے ہوٹل کے قمار خانے میں بطور ترجمان کام کرتا تھا ، ہوٹل میں مختلف ممالک کے لوگ آتے تھے اور یہ ان کی ترجمانی کا کام کرتا تھا ، یہاں ڈونالڈفلوڈ کے قبول اسلام کا واقعہ اختصار کے ساتھ ڈونالٹ کے ہی الفاظ میں بیان کیا جا رہا ہے :

سوال: آپ کے قبولِ اسلام کی داستان کیا ہے؟

جواب : میں کام کے لیے نیوجرسی آیا تھا جو کہ قمار اور رولیٹ (Roulette) کے لیے معروف ہے ۔ درحقیقت مجھے جوا یا قمار بازی کا شوق نہیں تھا ، میں تو وہاں صرف یہ دیکھتا تھا کہ لوگ کیسے جوئے سے پیسے کما کر اتراتے ہیں اور ہارنے پر افسردہ ہوتے ہیں ۔ ایک بار میں اپنے ایک سعودی دوست ابوحسین کے گھر مدعو تھا اور ایک امریکی مسلمان بھائی بھی مدعو تھا ۔ کھانے کے دوران اچانک ایک جملے نے مجھ پر تیر کا کام کیا اور میری زندگی بدل کر رکھ دی ۔ اس بھائی نے کہا ''میرے بھائی ! اچھی طرح یاد رکھو کہ تمہیں موت صرف اس حال میں آئے کہ تم مسلمان ہو''۔

میں اس کی بات کا مطلب سمجھ نہیں پایا ۔ اس لیے میں نے وضاحت چاہی کہ تمہاری بات کا مطلب کیا ہے؟ اس نے کہا: ''اگر تمہاری موت اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر ہوئی تو گویا تمہیں کامیابی کے ساتھ رولیٹ کھیلنے کا صرف ایک موقع ملا تھا جس کو تم نے ضائع کردیا''۔

یہ جملہ میرے چہرے پر طمانچے کی طرح تھا ۔ اس جملے نے مجھے بیدار کردیا ، میں نے اُسی وقت سے حقیقت کی تلاش شروع کردی اور دو ماہ بعد جب تک میں نے اسلام قبول نہ کرلیا مجھے یہ خوف ستاتا رہا کہ کہیں کامیابی کا یہ موقع ہاتھ سے نہ نکل جائے ۔ میں نے اپنے خالق اللہ رب العالمین پر توکل کرتے ہوئے اور اس سے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی طلب کرتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔

اسلام قبول کرنے کے بعد میں جبیل منتقل ہوگیا اور وہیں شادی کرلی ۔ اس کے بعد اللہ کا شکر و احسان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں جامعہ طیبہ میں انگریزی لکچرار کی حیثیت سے مقرر کرلیا گیا۔

سوال: آپ کے والد اور والدہ نے اسلام قبول کیا؟

قبولِ اسلام کے بعد ہی سے میں اپنی والدہ اور والد اور بہن کو خط و کتابت کے ذریعہ اسلام کے بارے میں بتاتا رہتا تھا ۔ میری یہ بھی کوشش رہتی تھی کہ ان کے ذہن و دماغ سے وہ ساری بے بنیاد باتیں نکال دوں جو مغربی میڈیا

مسلمانوں کے تعلق سے پھیلا رہا ہے کہ وہ جاہل اور دہشت گرد ہیں ۔ میں انہیں سمجھاتا کہ یہ سب باتیں فریب اور دھوکہ ہیں ۔ تقریباً ڈیڑھ سال بعد میری بہن نے مجھے بتایا کہ والدہ کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہے اور وہ بستر مرگ پر ہیں ۔ میں فوراً گھر کے لیے روانہ ہوگیا ۔ میں نے گھر پر پہنچ کر والدہ کو بستر پر دیکھا تو میں بیماری کی وجہ سے ان کو پہچان نہیں پایا ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اظہارِ حق کا وقت یہی ہے ۔ یہ وقت وضاحت اور تفصیل و تشریح کا نہیں ہے ۔ اس وقت میری بات مختصر ، محدود اور مضبوط ہونی چاہیے ۔ میں نے اللہ سے مدد طلب کی ، والدہ کے قریب گیا اور ان کو آواز دی ، وہ میری طرف متوجہ ہوئیں ، مجھے دعائیں دیں اور یہ کہتے ہوئے میرے چہرے پر نگاہیں گاڑ دیں کہ ''مجھے تمہاری پیشانی پر نور نظر آرہا ہے'' ۔ میں نے ان سے کہا: ''یہ وضو اور سجدے کا نور ہے ۔ امی کیا تم اسلام قبول نہیں کروگی؟'' میری والدہ نے پوچھا: ''بیٹے ! تم مجھ سے کیا کہلوانا چاہتے ہو'' میں نے پوچھا: ''امی ! کیا آپ اس بات پر یقین نہیں رکھتیں کہ معبود ایک ہی ہے؟'' والدہ نے کہا: ''کیوں نہیں؟'' میں نے کہا: کیا آپ اس بات کی تصدیق نہیں کرتیں کہ آدمؑ ، نوحؑ ، ابراہیمؑ ، موسیٰؑ ، عیسیٰؑ اور محمد ﷺ نبی اور بھائی ہیں''؟ انہوں نے کہا: ''کیوں نہیں'' ؟ میں نے کہا: تو پھر کہیے کہ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** چنانچہ میری والدہ نے یہ کلمہ انگریزی اور عربی میں پڑھا ، اس کے بعد وہ گہری نیند (بیہوشی) میں چلی گئیں اور تین دن تک اسی حالت میں رہ کر اللہ کو پیاری ہوگئیں ۔ (اللہ اکبر!)

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ میری والدہ کو ۵۵ سالہ کفر کی زندگی کے بعد مسلمہ و مومنہ کی حیثیت سے شرف قبولیت بخشے ۔ البتہ میں اپنے والد صاحب اور بہن کی ہدایت کے لیے کوشش کررہا ہوں۔

سوال: قبول اسلام کے بعد آپ کی زندگی کیسی ہے؟

اسلام قبول کرنے کے بعد میں تاریکی سے نکل کر روشنی میں آگیا ہوں ۔ اسلام قبول کرنے سے قبل مجھے کوئی خوشی حاصل ہوتی تھی تو وہ وقتی ہوتی تھی ۔ کبھی وہ خوشی زیادہ وقت برقرار رہتی اور کبھی جلد ہی اس کا اثر ختم ہوجاتا ۔ لیکن اسلام میں داخل ہونے کی خوشی ایسی ہے جو ان شاء اللہ قیامت تک باقی رہے گی ۔ اللہ تعالی مجھے اس پر ثابت قدم رکھے۔

سوال: آپ نے ''یحییٰ'' نام کا انتخاب کیسے کیا؟

اسلام قبول کرنے کے بعد میرے مسلمان بھائیوں نے بہت سے نام میرے سامنے رکھے لیکن سورہ مریم کی تلاوت کے دوران یحییٰ نام میرے سامنے آیا اور یہ نام میرے دل کو لگا ۔ اس لیے میں نے اپنا نام یحییٰ رکھ لیا۔

سوال: آپ نے حج کیا ہے؟

جواب: اللہ تبارک وتعالی کا شکر ہے میں تین بار حج ادا کر چکا ہوں۔

سوال: آخر میں نوجوان مسلمانوں کے نام آپ کا کیا پیغام ہوگا؟

جواب: آخر میں نوجوان مسلمانوں کے لیے میرا یہ پیغام ہے کہ وہ عملی نمونہ بن کر اسلام کی دعوت کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کریں۔

ڈاکٹر ابوالحیات اشرف
قسط ۳

دعوت وتبلیغ کے لیے منصوبہ سازی کی اہمیت

ایک بار پھر بتادینا مناسب ہوگا کہ منصوبہ سازی کیا ہے:
''کسی بھی عمل کے لیے مستقبل کا ایسا خاکہ بنانا کہ جس میں اپنی بہترین صلاحیتوں کا استعمال کرکے نظم وضبط اور مقررہ ترتیب کے ساتھ کم لاگت (یا کم قربانی) اور کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ بہتر نتیجہ یا متعینہ مقصد حاصل کیا جاسکے'' اسی کا نام منصوبہ سازی ہے۔

منصوبہ سازی کا لفاف

گ…… گک…… گک

ک	ک	ک	ک	ک	ک	ک	ک
1	2	3	4	5	6	7	8

1	ک	کیا	= منصوبہ سازی کا مقصد کیا ہے؟
2	ک	کیوں	= منصوبہ سازی کی ضرورت کیوں پڑگئی؟
3	ک	کون	= اس منصوبہ کی تنفیذ کرنے والا کون ہوگا؟
4	ک	کیسے	= یہ لوگ اپنے مقصد کے حصول کے لیے کیسے کام کریں گے؟ یعنی ذرائع ووسائل کیسے حاصل کریں گے؟
5	ک	کب	= یہ منصوبہ کب شروع اور کب ختم ہوگا ؟
6	ک	کہاں	= یہ منصوبہ کہاں نافذ ہوگا ؟
7	ک	کس قیمت پر	= یہ منصوبہ کس قیمت پر اور کتنے افراد کی محنت سے مکمل ہوگا ؟
8	ک	کتنوں کے فائدے کے لیے	= اس منصوبہ کا مجموعی فائدہ کیا ہوگا؟

پوری دنیا کی پروپیگنڈہ مشنریاں کچھ متعین اصول وقواعد کے تحت چلتی ہیں۔اور متعین مصالح کی خدمت انجام دیتی ہیں۔جب اسلامی دعاۃ اپنے فرائض وواجبات ادا کریں گے تو وہ عقائد اور عبادات،جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہوئی ہے،کی تخم ریزی کریں گے۔اس سے معاشرہ میں صالح نظام ابھرے گا اور افراد کی زندگی مسرت وشادمانی سے پر ہوگی۔ان شاء اللہ۔ ہمارے اردگرد ایسی طاقتیں پائی جاتی ہیں جو ہمارے فکر ونظر کی اور ہمارے شعائر کی مخالفت کرتی ہیں۔ ہمارے لیے مسائل کے طوفان کھڑے کرتی ہیں۔اسلامی دعاۃ منصوبہ سازی کی پابندی سے اپنے قول وفعل میں اس کا خاص خیال رکھنے پر مجبور ہوں گے اور چالاکی وہوشمندی سے ان مسائل کا دفاع کریں گے۔

ہماری خواہش ہوگی کہ اسلامی دعاۃ منصوبہ بندی کے ساتھ اسلام کی تاریخ،اس کی تہذیب اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت عوام کو بتائیں۔عقائد،عبادات،اخلاق اور اس سے متعلق جملہ معاملات پر سیر حاصل بحث کریں۔مسلمانوں کی فکری،روحانی اور عمرانی سرگرمیوں کا ذکر عوام وخواص سے کریں۔لوگوں کی فکر اور جذبات دونوں کی دنیا میں ہلچل مچا کر انسانی قلوب کو بدلنے کی کوشش ہو اور قفل کو کھولنے کے لیے ''منصوبہ سازی کا لفاف'' اور ''منصوبہ سازی کے عناصر ترکیبی'' پر پوری توجہ دیں۔

دعاۃ کے لیے منصوبہ سازی کے عناصر ترکیبی

فارمولہ

مجتمع	شتا	خم

1	م	مقصد	متعینہ مقصد اپنے سامنے رکھئے
2	ج	جائزہ	ہفتہ یا مہینہ میں اپنے کاموں کا جائزہ لیجئے کہ کس حد تک کامیابی ملی،کیا کمی رہ گئی اور بہتر کارکردگی کی اور کیا صورت ہوسکتی ہے۔
3	ت	تجربات	دعوت کے دوران ہونے والے نئے نئے تجربات ومشاہدات ڈائری میں درج فرماتے رہیے۔
4	م	مشورہ	اپنے کام کو مختلف مرحلوں میں تقسیم کرکے ساتھیوں سے مشورہ کرتے رہیے
5	ع	عملی	مسلمانوں کو پہلے مرحلہ میں عملی مسلمان بننے کی تلقین کیجئے۔
6	ن	نوجوان	دعوت کے پہلے مرحلہ میں نوجوانوں کو ترجیح دیجئے۔
7	ن	نچلی	غیر مسلموں میں نچلی ذات اور پس ماندہ طبقات کو ترجیح دیجئے اور پہلے مرحلہ میں انسانی مساوات کا درس دیجئے۔
8	ن	نفاست	نفاست کا خاص خیال رکھئے تاکہ لوگ دعوت سے قبل ہی آپ کی ظاہری وضع قطع سے متاثر ہوجائیں۔کیا ایسے داعی سے کوئی متاثر ہوسکتا ہے،جس کے بکھرے بال،بدبودار جسم اور بدبودار پوشاک ہوں۔
9	ا	اہل ہنود	اہل ہنود کو پہلے مرحلہ میں ہی شرک کی قباحت اور توحید کی اہمیت پر درس دیجئے۔
10	ت	تعارف	زیادہ سے زیادہ لوگوں سے تعارفی ملاقات کیجئے،ان کے پتے نوٹ فرمایئے،ان سے گھلئے ملئے اور مخصوص حالات کے علاوہ دوسرے حالات میں مدعو سے الگ تھلگ نہ رہیے،ان سے عام فہم اور مقامی زبان میں گفتگو کیجئے۔
11	خ	خدمت	خدمت خلق کے ذریعہ لوگوں کے دل جیتئے۔
12	م	معلومات	جس علاقہ میں آپ دعوت کا کام کریں،وہاں کے لوگوں کی علمی صلاحیت اور مزاج کی معلومات حاصل کیجئے۔وہاں کی مقامی زبان سیکھئے۔وہاں کے لوگوں کی سماجی،اخلاقی،فکری،تاریخی اور معاشی معلومات حاصل کیجئے۔گردوپیش کے حالات سے باخبر رہنا ضروری ہے۔ایسا نہ ہو کہ آپ اپنی عدم واقفیت کی وجہ سے سمندر میں ہل چلائیں یا صحرائی ریت میں بیج بونا شروع کردیں

پھر دوبارہ سونے کے لیے آئے تو دوبارہ اس کو جھاڑ لے، کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کے جانے کے بعد وہاں کیا کچھ آیا ہے"۔ (بخاری، مسلم)

◉ سونے سے پہلے آگ اور چراغ بجھادیں:

جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات میں جب تم سونے جاؤ تو چراغ بجھادو اور دروازے بند کردو"۔ (بخاری، مسلم) ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سوتے وقت اپنے گھروں میں آگ کو جلتے ہوئے نہ چھوڑو" (بخاری، مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ چراغ بجھادو کیونکہ بسا اوقات چوہا چراغ کی بتی کو پھڑکا کر گھر والوں کو جلا ڈالتا ہے (بخاری)

مسئلہ : آگ یا چراغ جلائے رکھنے کی ضرورت پڑے تو اس سے محفوظ رہنے اور اس کے نہ بھڑکنے کے اسباب اختیار کر لیے جائیں تو پھر اسے بجھائے بغیر سونا جائز ہے اس لیے کہ حدیث میں جو سبب ذکر کیا گیا ہے اگر وہ ختم ہوجائے تو منع کا حکم بھی ختم ہوجاتا ہے۔ (شرح مسلم نووی: ۱۳/۱۵۶) امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: "آگ بجھادے یا پھر ایسے طریقے اپنائے کہ وہ بھڑک نہ سکے" (فتح الباری: ۱۱/۸۹)

◉ دائیں کروٹ لیٹے اور اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے گال کے نیچے رکھ لے: رسول اللہ ﷺ نے براء بن عازب ؓ کو سیدھی کروٹ سونے کے لیے کہا (بخاری)

حفصہ رضی اللہ عنہا اور دیگر صحابہ سے روایت ہے کہ: "رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر سوتے تو اپنا داہنا ہاتھ اپنے گال کے نیچے رکھ لیتے تھے" (احمد)

◉ پیٹ کے بل سونا منع ہے: ایسا سونے سے اللہ تعالیٰ غصہ ہوتا ہے اور اس کو ناپسند کرتا ہے اس لیے کہ یہ دوزخیوں کا طریقہ ہے: رسول اللہ ﷺ نے طہفہ غفاری ؓ کو مسجد میں اپنے پیٹ کے بل سوتے دیکھا تو انہیں اپنے پیر سے حرکت دی اور فرمایا: "تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ ایسا سو رہے ہو؟! ایسا سونا تو اللہ کو ناپسند ہے، ایسا سونے سے اللہ ناراض ہوتا ہے"۔ (صحیح ابن ماجہ)

ایک بار ابوذر غفاری ؓ اپنے پیٹ کے بل سو رہے تھے رسول اللہ ﷺ انکے پاس سے گزرے تو انہیں اپنے پیر سے حرکت دی اور فرمایا: "اے جنیدب! ایسا سونا دوزخیوں کا طریقہ ہے" (صحیح ابن ماجہ)

◉ چت لیٹ کر ایک پیر کو دوسرے پیر کے گھٹنے پر رکھ کر سونا مکروہ ہے: اس لیے کہ اس میں ستر کھلنے کا امکان ہے: جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ آدمی ایک پیر کو دوسرے پر اٹھا کر رکھ لے جبکہ وہ چت لیٹا ہوا ہو" (مسلم)

اگر ستر کھلنے کا امکان نہ ہو تو ایسا سونے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ اس لیے کہ عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں ایک پیر کو دوسرے پیر پر رکھ کر لیٹے ہوئے دیکھا (بخاری، مسلم)

◉ ایسی چھت پر سونا منع ہے جس کے اطراف کوئی آڑ نہ ہو جو گرنے پڑنے سے روک سکے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "جو شخص ایسی چھت پر سوئے جس کے اطراف کوئی آڑ (کھمبی) نہ ہو (اور وہ اوپر سے گر کر مرجائے یا اسے کوئی نقصان پہنچے) تو وہ اللہ کی ذمہ داری سے بری ہے" (احمد، ابوداؤد۔ صحیح الالبانی)

یعنی گویا اس نے خودکشی کرلی۔ اور اگر حفاظت کے ذرائع اپنانے کے بعد بھی وہ ہلاک ہوگیا تو ان شاءاللہ وہ شہید کہلائے گا۔

☆ بچے اگر دس سال کے ہوجائیں تو ان کو الگ الگ بستروں میں سلانا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب بچے سات سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دیں اور جب دس سال کے ہوجائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر ماریں، اور ان کے بستروں کو الگ کردیں" (احمد، ابوداود۔ صحیح)

سونے سے قبل مسنون دعائیں پڑھ کر سوئیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص سوتے وقت اللہ کا ذکر نہ کرے (دعائیں نہ پڑھے) تو قیامت کے دن اس پر حسرت اور ندامت چھائی ہوگی"۔ (ابوداؤد: صحیح الالبانی)

سونے سے قبل پڑھنے کی نبی کریم ﷺ سے بہت سی دعائیں ثابت ہیں، جو بہت ہی عظیم معنی اور مفہوم پر مشتمل ہیں ان میں توحید کی تمام قسموں کا ذکر ہے، اللہ کی حمد وثنا بیان کی گی ہے، اس کے سامنے بندے کی محتاجی کا اظہار ہے، ان میں اللہ سے مغفرت، توبہ اور آخرت کے عذاب سے نجات کا سوال کیا گیا ہے۔ ان میں نفس اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ طلب کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر معانی ان میں ذکر ہیں۔ لہٰذا سونے سے قبل جتنی دعائیں ممکن ہو پڑھ لینا چاہیے۔ یہ دعائیں دو قسم کی ہیں:

(۱) کچھ تو قرآنی آیات اور سورتیں ہیں۔

(۲) اور کچھ عام مسنون دعائیں ہیں۔

پہلی قسم : قرآنی آیات اور سورتیں

◉ آیۃ الکرسی: ﴿ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ...... ﴾ "جو شخص سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس پر ایک نگہبان مقرر ہوتا ہے جو اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے اور شیطان اس کے قریب تک نہیں آتا" (بخاری)

◉ سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے: (آمن الرسول سے آخر تک) (البقرۃ: ۲۸۵-۲۸۶) "جو شخص رات میں ان دونوں آیتوں کو پڑھ لے تو یہ اس کے لیے (ہر شر سے بچنے کے لئے) کافی ہیں"۔ (بخاری)

(یعنی شیطان اور دیگر آفتوں سے بچنے کے لیے کافی ہے نیز تہجد سے بھی کفایت کرجاتے ہیں) (شرح مسلم نووی)

◉ سورہ سجدہ اور سورہ تبارک پڑھے۔ (بخاری فی الادب المفرد: وقال الالبانی: صحیح لغیرہ)۔

◉ سورہ کافرون پڑھے: اس لیے کہ اس میں شرک سے براءت کا اعلان ہے۔ (ابوداؤد: صحیح الالبانی)

◉ سورہ اخلاص اور معوذتین (یعنی قرآن کی آخری تین سورتیں) پڑھے: اپنے دونوں ہاتھوں کو جما کر ان میں پھونک دے اور ان سورتوں کو پڑھے، پھر جہاں تک ممکن ہو اپنے سارے بدن پر پھیر لے؛ پہلے اپنے چہرے، سر اور بدن کے اگلے حصہ پر (پھر بدن کے دیگر حصہ پر) پھیر لے، اس طرح تینوں سورتیں تین بار پڑھے اور تینوں بار بدن پر پھیر لے (بخاری، مسلم) (جاری)

حافظ عبدالحفیظ عمری مدنی

سونے کے آداب

سورج کا غروب ہونا رات کی دلیل ہے ، رات ایک طرف تھکے ہارے کے لیے پرسکون نیند کا ذریعہ ہے تو دوسری طرف اس میں شیاطین اور شریروں کی چلت پھرت تیز ہوجاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : سورج غروب ہوتے وقت اپنے بچوں اور جانوروں کو باہر نہ چھوڑیں اس لیے کہ سورج غروب ہونے کے وقت سے عشاء کا اندھیرا چھانے تک شیطان گھومتے پھرتے ہیں۔ (مسلم)۔

رات کی تاریکی میں بہت سی برائیاں اور مصائب رونما ہوتی ہیں ، اس لیے اللہ تعالی نے ہمیں سورہ فلق میں رات کی تاریکی سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی : ﴿ وَ مِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ﴾ (فلق :۳) " اور (میں صبح کے رب کی پناہ مانگتاہوں) تاریک رات کے شر سے جب اس کی تاریکی پھیل جائے " ۔

نیند زندگی کی ایک اہم ترین ضرورت ہے، اللہ کی ایک نشانی ہے اور ایک بڑی نعمت ہے :اللہ نے اپنے بندوں پر اس نعمت کا احسان جتلاتے ہوئے فرمایا: ''رات اور دن میں تمہارا نیند کرنا اور تمہارا اس کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے ، جو لوگ (کان لگا کر) سننے کے عادی ہیں ان کے لیے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں'' (الروم ۲۳)

دوسری جگہ اللہ تعالی نے فرمایا: ''اور ہم نے تمہاری نیند کو آرام کا سبب بنایا، اور رات کو ہم نے پردہ بنایا، اور دن کو ہم نے وقتِ روزگار بنایا'' (النبأ:۹،۱۰،۱۱)

اسلام ایک کامل اور مکمل دین ہے۔ انسانی زندگی کے تمام مراحل میں اس کی رہنمائی فرمائی ہے، یہاں تک کہ نیند کی حالت کو بھی فراموش نہیں کیا، وہ نیند جس میں انسان تقریبا اپنی ایک تہائی زندگی گزار دیتا ہے ، اسلام نے اس کے بہت سے آداب اور سنتیں ذکر فرمائی ہے، جو شخص ان پر عمل کرے گا اسے سکون واطمینان کی نیند نصیب ہوگی پریشانی، بے چینی اور بے خوابی سے نجات ملے گی۔

نیند سے متعلق نبی کریم ﷺ سے جو آداب وارد ہیں وہ دو قسم کے ہیں:

(۱) سوتے وقت کے قولی اور فعلی سنتیں اور آداب:

(۲) نیند سے بیدار ہوتے وقت کی قولی اور فعلی سنتیں اور آداب:

سوتے وقت کی قولی اور فعلی سنتیں اور آداب

◉ جلد سے جلد سونا اور بغیر ضرورت کے جاگنے سے پرہیز کرنا:

ابو برزۃ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''رسول اللہ ﷺ عشاء سے قبل سونے کو اور عشاء کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: عشاء سے قبل سونے سے عشاء کی نماز فوت ہوسکتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا وقت مختار بھی ختم ہوسکتا ہے۔

اور عشاء کے بعد گفتگو کرتے رہنے سے فجر کی نماز یا قیام اللیل (تہجد) فوت ہوسکتی ہے، عمر رضی اللہ عنہ ایسا کرنے والوں کو مارتے تھے اور کہتے تھے کہ: أَسَمَرًا أَوَّلَ اللَّيْلِ وَ نَوْمًا فِيْ آخِرِهِ ''کیا اول لیل میں گفتگو اور آخر لیل میں نیند.....!؟'' (فتح الباری)

لیکن ضرورت کے تحت عشاء کے بعد گفتگو کرنا جائز ہے: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے اہم امور میں عشاء کے بعد گفتگو کرتے تھے اور میں بھی ان کے ساتھ شریک ہوتا تھا (ترمذی) امام ترمذیؒ نے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ: اگر طلب علم یا کوئی اہم ضرورت ہو تو عشاء کے بعد گفتگو کرسکتے ہیں۔ (ترمذی)

◉ سونے سے پہلے ہاتھ اور منہ میں گوشت یا چربی وغیرہ کا اثر یا مہک ہو تو اس کو دھولینا چاہیے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے ہاتھ میں (گوشت یا چربی کی) مہک یا اس کا اثر موجود ہو اور اسے دھوئے بغیر سوگیا، پھر اسے کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اپنے آپ کو ملامت کرے''۔ (ترمذی، احمد، ابوداود، صحیح الجامع)

◉ سونے سے قبل وضو کرنا: براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم اپنے بستر پر آؤ تو وضو کرلو جیسے نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے'' (بخاری مسلم) مقصود یہ ہے کہ سوتے وقت باوضو رہنا سنت ہے۔

☆ باوضو سونے سے انسان ڈراونی خواب اور شیطان کے کھلواڑ سے محفوظ رہے گا۔ اگر اس رات اس کی موت ہوجائے تو طہارت کی حالت میں موت ہوگی، اگر کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ سچا ہوسکتا ہے۔ (شرح مسلم النووی)۔

◉ سونے سے پہلے وتر پڑھنا:

'' جو شخص رات کے آخری حصہ میں بیدار نہ ہوسکے تو ابتدائی رات میں وتر پڑھ لے'' (مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سونے سے پہلے وتر پڑھنے کی وصیت فرمائی۔ (بخاری، مسلم)

◉ سونے سے پہلے بسم اللہ کہہ کر دروازے بند کردیں:

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دروازے بند کرو اور (انہیں بند کرتے وقت) بسم اللہ کہو، اس لیے کہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا'' (بخاری، مسلم)

ایسا کرنے سے شیطان سے دوری اور اس سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہے اور جان ومال کی حفاظت بھی ہے۔

◉ سونے سے قبل کھانے پینے کے برتنوں کو بسم اللہ کہہ کر ڈھانک دیں، اگر کوئی چیز نہ ملے تو کم سے کم ایک لکڑی ہی سہی بسم اللہ کہہ کر ان پر رکھ دیں، اس لیے کہ شیطان بند دروازوں کو اور ڈھکے ہوئے برتنوں کو نہیں کھولتا۔ (مسلم)

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اس کا سبب یہ بیان فرمایا ہے کہ: ''سال میں ایک رات ایسی آتی ہے جس میں وبا اور بلا نازل ہوتی ہے، اور جس چیز کا منہ بند نہ ہو اور جو برتن ڈھکا ہوا نہ ہو اس میں یہ وبا اتر پڑتی ہے'' (مسلم)

◉ سونے سے قبل بسم اللہ کہہ کر تین بار بستر کو اچھی طرح جھاڑ لینا چاہیے۔ ''جو اپنے بستر سے اٹھ جائے

گا، نوح نے کہا: آج اللہ کے حکم (عذاب) سے کوئی بچانے والا نہیں ہے، صرف وہی بچیں گے جن پر اس کا رحم ہوا، اسی وقت ان دونوں کے درمیان موج حائل ہوگئی اور وہ ڈوب گیا"۔ (ھود:43)

اس بھیانک انجام کا سبب حضرت شیخ سعدیؒ بُری صحبت ہی کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "پسر نوح بابداں بنشست نبوت خاندانش گم کرد۔ سگِ اصحاب کہف روزے چند پئے نیکاں گرفت و مردم شد"

یعنی نوح علیہ السلام کے بیٹے نے بُروں کی صحبت اختیار کی جس کی وجہ سے اپنے خاندان کی نبوت کو گنوا بیٹھا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور رہا ہے کہ پیغمبروں کی نیک اولاد کو بھی نبوت سے سرفراز فرماتے ہیں، جبکہ اصحاب کہف کا کتا چند دن نیک لوگوں کی صحبت میں رہا جس کی وجہ سے وہ ان نیک لوگوں کے ساتھ ہی گنا جانے لگا۔

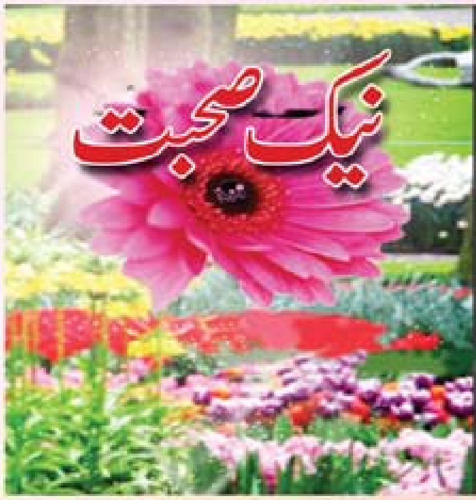

اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے اپنے ان اولیاء کے ساتھ اس جانور کا تذکرہ بھی قرآن مجید میں محفوظ کردیا: "کچھ لوگ کہیں گے کہ وہ تین تھے اور چوتھا ان کا کتا تھا، کچھ دوسرے کہیں گے کہ وہ پانچ تھے اور چھٹا ان کا کتا، یہ سب بے تکی باتیں بناتے ہیں، کچھ اور کہتے ہیں کہ وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا"۔ (کہف:22)

تفاسیر میں آتا ہے کہ اصحاب کہف جب اپنے بت پرست اور ظالم بادشاہ "دقیانوس" کے ظلم وستم سے تنگ آکر مشرکانہ ماحول کو چھوڑ کر مقام "ایکہ" کے قریب "رقیم" نامی وادی (جو آج کل اردن میں ہے) کے غار میں روپوشی کے لیے جانے لگے تو ایک کتا بھی ان کے ساتھ ہوگیا، انھوں نے اسے بھگانے کی کوشش کی، اور اسے ڈھیلے مارے کہ وہ انکے پیچھے نہ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کتے کو زبان عطا فرمائی، اس نے اس مقدس گروہ سے کہا: "اے اللہ کے بندو! تم جس شرک وبت پرستانہ ماحول سے تنگ آکر جارہے ہو، میں بھی اس ظالم وبت پرست معاشرے سے تنگ آگیا ہوں، لہٰذا تم جہاں جارہے ہو، مجھے بھی وہیں لیتے جاؤ"۔ (تفسیر طبری)

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: "یہ ان اولیاء اللہ کی برکت تھی جس نے اس بے زبان کو بھی شامل کرلیا، جس کی وجہ سے جن جن کیفیتوں سے وہ گذرے (جیسے ۳۰۹ سال کی نیند وغیرہ) وہ جانور بھی انہی کیفیتوں سے گذرا، یہ نیکوکاروں کی صحبت کا فائدہ ہے کہ اس جانور کی خبر، تذکرہ اور شان بھی ان اللہ والوں کے ساتھ آگئی"۔ (تفسیر ابن کثیرؒ)

کن کو دوست بنانا چاہیے؟

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں: "تین شخص ایسے ہیں جنھیں دوست بنانا چاہیے:

◉ **عقل مند آدمی۔**
اس لیے کہ اس کی عقل مندی سے آدمی کو ضرور فائدہ ہوگا۔

◉ **جو صحیح دین پر عامل ہو:**
اس لیے کہ اس سے کسی انسان کی دوستی اس کی آخرت کو سنوار دیتی ہے، کسی کافر، مشرک اور بدعتی شخص کی دوستی آدمی کے خرمن دین کو جلا کر خاکستر کردیتی ہے۔ اسلاف کرام دین دار شخص کی صحبت کو غنیمت جانتے اور بدعتی کی صحبت سے انتہائی دور بھاگتے تھے۔

ایک مرتبہ مشہور امام یونس بن عبیدؒ نے اپنے بیٹے کو ایک بدعتی عمرو بن عبید بصری کے پاس سے نکلتے دیکھا تو پوچھا: "بیٹا! تم کہاں سے آرہے ہو؟ بیٹے نے کہا: میں فلاں کے پاس سے آرہا ہوں، آپ نے فرمایا: بیٹا! اگر میں تم کو کسی بدکار عورت کے پاس سے نکلتے دیکھ لیتا تو مجھے اتنا بُرا نہ لگتا جتنا کہ فلاں شخص کے پاس سے نکلتے ہوئے دیکھ کر بُرا لگ رہا ہے، یہ اس لیے کہ بیٹا! تو زانی، فاسق، چور اور خائن بن کر اللہ تعالیٰ سے ملے، یہ بہتر ہے کہ تو فلاں فلاں شخص کے عقیدے کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے۔ بیٹے اس لیے کہ بدکار عورت تیری جوانی کو برباد کرے گی لیکن یہ شخص تیرے دین وایمان کی نیا ڈبو دے گا"۔

(حلیۃ الاولیاء)

◉ **جو اچھے اخلاق کا مالک ہو:**
اس لیے کہ ایسے شخص کی دوستی انسان کے اخلاق وعادات کو درست کردیتی ہے، اسے کمینہ اخلاق وخصلتوں سے نجات دلا کر اخلاق فاضلہ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

جن کی صحبت سے بچنا چاہیے

سیدنا امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں: "پانچ شخصوں کی دوستی سے انسان کو احتراز کرنا چاہئے:

◉ **جھوٹا شخص:** اس لیے کہ وہ ہمیشہ تمھیں دھوکے میں مبتلا رکھے گا، وہ ایک سراب کی طرح ہے جو کہ حقیقت کو چھپاتا ہے، جو خلاف حقیقت ہے اسے دکھاتا ہے، جو حقیقت ہے اسے چھپاتا ہے۔

◉ **نادان شخص:** وہ اپنی نادانی سے تمھیں فائدہ پہنچانے کے بجائے الٹا نقصان پہنچادے گا، جیسا کہ اردو میں محاورے مشہور ہیں:

☆ نادان دوست بدترین دشمن ہے۔

☆ نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔

دانا دشمن نقصان پہنچانے سے پہلے انجام پر غور کرتا ہے، لیکن نادان دوست فائدہ پہنچانے کی خواہش میں وہ نقصان پہنچاتا ہے کہ انسان ایک زمانے تک بلبلاتا رہتا ہے۔

◉ **بخیل:** اس لیے کہ وہ تمھیں وہ چیز نہیں دے گا جس کے تم سب سے زیادہ محتاج ہوگے، اور عین وقت پر تمھیں دھوکا دے گا۔

◉ **بزدل:** یہ شخص شدائد ومصائب میں تمھیں دشمن کے حوالے کرکے خود بہادری کے ساتھ بھاگ جائے گا

◉ **فاسق وفاجر:** وقت پڑنے پر یہ شخص تمھیں کوڑیوں کے دام بیچ دے گا، اگر یہ کام نہ بھی کرے تو تم اس کی صحبت کی وجہ سے فسق وفجور میں گرفتار ہوجاؤ گے۔

اس لیے کہ بُرے شخص کی عادتیں نیک آدمی میں نہایت تیزی کے ساتھ سرایت کرجاتی ہیں، جیسا کہ ایک عربی شاعر کہتا ہے ؎

عَدْوَى الشَّقِيِّ إِلَى السَّعِيدِ سَرِيعَةٌ
وَالْجَمْرُ يُوضَعُ فِي الرَّمَادِ فَيَخْمَدُ

ترجمہ: "بدبخت آدمی کی بیماری نکوکار شخص میں بعجلت تمام منتقل ہوجاتی ہے، جیسا کہ ایک چنگاری گھاس کے ایک بڑے ذخیرے کو چند لمحوں میں راکھ کے ڈھیر میں تبدیل کردیتی ہے"۔

اس لیے تمام کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوستوں پر نظر ثانی کریں، اگر دوست نیک اور صالح ہوں تو ان کی رفاقت مزید مستحکم کریں، اگر بُرے ہوں تو اس تعلق کو روگ بننے سے پہلے ہی ختم کردیں، بالخصوص والدین سے گذارش ہے کہ وہ اپنی اولاد سے ملنے جلنے والے افراد پر گہری نظر رکھیں، اور انہیں محلہ، اسکول، مسجد اور کالج وغیرہ میں اچھے لڑکوں سے دوستی کرنے کی ترغیب دیں، بُری صحبت کے نقصانات سے آگاہ کریں اگر انہیں محسوس ہو کہ بچے غلط صحبت کا شکار ہورہے ہیں، فوری اقدام کرتے ہوئے انہیں غلط صحبت سے بچالیں۔

محمد انور محمد قاسم سلفی (کویت)

بُری صحبت اور اس کے بھیانک نتائج

دوستی انسانی ظرف کا معیار

ہر انسان اپنے پیٹ کے لیے اچھی اور صحت مند غذا کا متلاشی ہوتا ہے، تاکہ اس کے پیٹ کو مناسب غذا اور جسم کو صحت حاصل ہو۔ انسان جس قدر اپنے جسم کا خیال رکھتا ہے، اسے چاہئے کہ وہ اس سے زیادہ اپنی روح کا خیال رکھے، اور اپنی روح کو صحت مند رکھنے کے لیے اچھے ماحول کو تلاش کرے، نیک دوستوں کی صحبت اختیار کرے اس لیے کہ انسان کی زندگی پر اچھی یا بُری صحبت کے گہرے اثرات ہوتے ہیں، اسی لیے حضرت علی بن ابی طالب ؓ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں:

عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْئَلْ وَسَلْ عَنْ قَرِيْنِهِ
فَكُلُّ قَرِيْنٍ بِالْمُقَارَنِ يَقْتَدِيْ

ترجمہ: "اگر تم کسی شخص کے عادات واطوار کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہو تو اس کے نہیں بلکہ اس کے دوستوں کے متعلق معلومات فراہم کرو، اس لیے کہ ہر شخص اپنے ہی ظرف کے مطابق یار بناتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے عام انسانوں کو ہی نہیں بلکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو بھی اس بات کی تاکید فرمائی کہ وہ نیک، صالح اور پرہیزگار لوگوں کی صحبت اختیار کریں اور ان لوگوں کی صحبت سے دور رہیں جو نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے صبح وشام تگ ودو کرتے رہتے ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: "جو لوگ صبح اور شام اپنے رب کو اس کی رضا جوئی کے لیے پکارتے رہتے ہیں، ان کے ساتھ اپنے آپ کو روکے رکھئے" (کہف:۲۸)

دوسری جگہ فرمایا: "پس اے میرے نبی! آپ اس آدمی سے الگ ہو جایئے، جس نے میری یاد سے منہ پھیر لیا ہے، اور اس کا مقصود دنیا کی زندگی کے سوا کچھ بھی نہیں، ان کے علم کی یہی انتہا ہے"۔ (نجم:۲۹-۳۰)

اسی لیے اسلام نے شرپسند افراد کی صحبت سے بار بار منع کیا ہے، اس لیے کہ اس سے انسان راہ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے اور ہمیشہ کے لیے دوزخی بن جاتا ہے، قرآن مجید نے ایسے بدنصیب افراد کا تذکرہ کیا ہے جو قیامت کے دن اپنے بُرے یاروں اور دوستوں کو یاد کرکے اللہ تعالیٰ سے مطالبہ کریں گے کہ وہ پل بھر کے لیے ان لوگوں کو دکھادے جنہوں نے انہیں دنیا میں راہ حق سے بھٹکا دیا، تاکہ وہ انہیں بُری طرح روند دیں: "اور کافر کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں جنوں اور انسانوں کے وہ دونوں فریق

"اچھے ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال مشک اٹھائے ہوئے شخص اور بھٹی دُھنکنے والے لوہار کی طرح ہے، مشک والا شخص یا تو خود ہی مشک دے گا، یا تم اس سے خریدو گے، اگر یہ بھی نہ ہو تو اس کی عطر بیزی سے تمہاری مشام معطر ہوگی، جب کہ بھٹی دُھنکنے والا تمہارے کپڑے جلادے گا، یا اس کی بدبو تمہیں ضرور (ناک اور کپڑوں میں) محسوس ہوگی" (متفق علیہ)

دکھا، جنہوں نے ہمیں گمراہ کیا تاکہ ہم انہیں اپنے قدموں تلے ڈال دیں اور وہ جہنم میں سب سے نیچے (سخت عذاب میں) ہو جائیں"۔ (فصلت:29)

اس دن انسان اپنے بُرے یاروں اور دوستوں کو یاد کرکے اپنے آپ کو کوسے گا کہ میں نے ان بدبخت افراد سے دوستی کیوں کی، اور پیغمبر ﷺ اور ان کے متبعین کی راہ کیوں نہیں اختیار کی؟ فرمان باری تعالیٰ ہے:

"جس دن ظالم آدمی مارے افسوس کے اپنے دونوں ہاتھ کاٹ کھائے گا، کہے گا: اے کاش! میں رسول کی راہ پر چلا ہوتا، ہائے افسوس! کاش میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا، جس نے میرے پاس قرآن آجانے کے بعد اُسے قبول کرنے سے بہکا دیا، اور شیطان کا کام انسان کو رسوا کرنا ہی ہے"۔ (الفرقان:۲۷-۲۹)

غرض کی دوستی عموماً دعوتوں سے شروع ہوتی ہے اور اسکا انجام لاتوں جوتوں پر ہوتا ہے، غرض ختم ہونے کے بعد بُرے دوست دنیا میں اور میدان محشر میں بھی ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے، فرمان باری تعالیٰ ہے "اس دن گہرے دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن بن جائیں گے سوائے پرہیزگاروں کے"۔ (زخرف:67)

نیک صحبت کی اہمیت

نیک صحبت انسان کی دنیوی اور اخروی زندگی کو سنوار دیتی ہے، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، اس لیے آدمی کو غور کر لینا چاہئے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے"۔ (ترمذی)

آپ ﷺ نے اچھی اور بُری صحبت کو ایک لطیف مثال سے واضح فرمایا: "اچھے ساتھی اور بُرے ساتھی کی مثال مشک اٹھائے ہوئے شخص اور بھٹی دُھنکنے والے لوہار کی طرح ہے مشک والا شخص یا تو خود ہی مشک دے گا، یا تم اس سے خریدو گے، اگر یہ بھی نہ ہو تو اس کی عطر بیزی سے تمہاری مشام معطر ہوگی، جبکہ بھٹی دُھنکنے والا تمہارے کپڑے جلا دے گا، یا اس کی بدبو تمہیں ضرور (ناک اور کپڑوں میں) محسوس ہوگی"۔ (متفق علیہ)

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے: "تمہاری صحبت نیک لوگوں کے ساتھ ہی ہو اور تمہارا کھانا متقی لوگ ہی کھائیں"۔
(ابوداؤد، ترمذی، احمد)

حکیم لقمان اپنے لڑکے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں "میرے بچے! علماء کی صحبت اختیار کر اور ان کے آگے

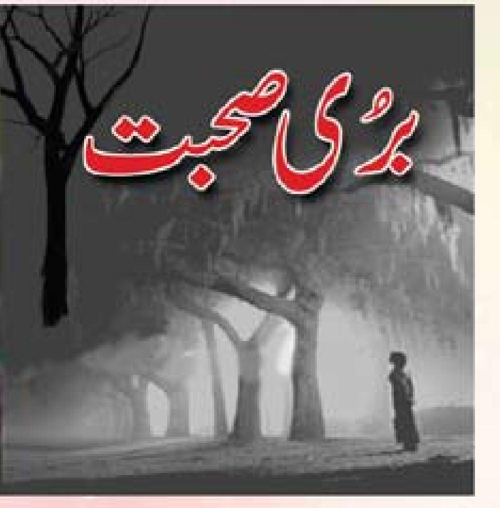

زانوئے تلمذ تہہ کر، اس لیے کہ علم اور حکمت سے دل ایسے ہی زندہ ہوتے ہیں جیسے کہ مردہ زمین بارش کے قطروں سے زندہ ہوتی ہے"۔

بُری صحبت اور اس کا انجام

بُری صحبت ایک ایسی بیماری ہے جس میں اچھے اچھوں کی اولاد بگڑ جاتی ہے، حضرت نوح ؑ اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم پیغمبر تھے، ان کا لڑکا کنعان نیک تربیت کے باوجود بُری صحبت کا شکار ہو کر کافر ہو گیا اور طوفان نوح میں مارا گیا، حضرت نوح ؑ آخری لمحات تک تڑپتے رہ گئے کہ وہ مسلمان ہو جائے، لیکن اس نے مسلمان ہو کر باپ کی کشتی میں سوار ہونے کے بجائے پہاڑ کی چوٹی میں پناہ لینا پسند کیا۔

پھر انجام کیا ہوا؟ قرآن کہتا ہے: "اس نے کہا: میں تو کسی بڑے پہاڑ کی پناہ میں آجاؤں گا جو مجھے پانی سے بچالے

یہ انسان ہے جس نے ہمیشہ ہنگامہ برپا کیا، قانون کو توڑا اور امن کو پامال کیا...... اس دشمن سکون و راحت نے جب بھی فطرت سے انحراف کی روش اختیار کی، زمین خون سے لالہ زار ہوئی، آسمان شعلے اُگلنے لگا، نظامِ کائنات درہم برہم ہو گیا، بحر و بر میں فساد پھیل گیا، زمین تنگ ہو گئی اور فضا مکدر ہو چلی، کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایک ہی درخت کی ٹہنی پر کئی طرح کی پنچھیاں رات بتاتی ہیں...... مگر انسان......!!؟

اے کاش......!! کاش انسان قرآن سے قریب آتا اور اسکے سایہ تلے پہنچتا تو وہ معلوم کر لیتا کہ انسانی زندگی میں فساد و تضاد کا واحد سبب قانونِ فطرت سے انحراف اور بندگیٔ رب سے اعراض ہے، وہ جان لیتا کہ خالقِ حقیقی سے بغاوت ہی کے سبب زندگی اُسے ناگن کی طرح ڈسے جا رہی ہے......! نیز قرآن اُس کو بتاتا کہ وہ امن و سکون کا حقدار کب بنے گا؟۔

''آخر میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں سے کیسے ڈروں جبکہ تم اللہ کے ساتھ اُن چیزوں کو خدائی میں شریک بناتے ہوئے نہیں ڈرتے جس کے لیے اس نے تم پر کوئی سند نازل نہیں کی ہے؟ ہم دونوں میں کون زیادہ بے خوفی و اطمینان کا مستحق ہے؟ بتاؤ اگر تم کچھ علم رکھتے ہو۔ حقیقت میں تو امن انہیں کے لیے ہے اور راہِ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا''۔

(انعام:۸۱ ۔۸۲)

اے کاش! یہ قرآن کی چھاؤں میں آجاتے...... اگر یہ قرآن کے سایہ تلے آتے تو قرآن ان راہ بھٹکے انسانوں سے کہتا کہ دیکھو الٰہی نظام سے پوری کائنات کس طرح اس کے آگے سر بسجود اور امن کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ اگر تم بھی اُس کے بنائے ہوئے نظامِ حیات کو اپناتے اور اسکے آگے سر بسجود ہو جاتے تو تمہاری زندگیاں بھی امن کا نمونہ بن جاتیں

''وہ اللہ ہی ہے جس کو زمین و آسمان کی ہر چیز طوعاً و کرہاً سجدہ کر رہی ہے اور سب چیزوں کے سائے بھی صبح و شام اسکے آگے جھکے رہتے ہیں'' (الرعد:۱۵)

''اُس کی پاکی تو ساتوں آسمانوں اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کر رہی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں جو حمد کے ساتھ اسکی تسبیح نہ کر رہی ہو مگر تم اُن کی تسبیح سمجھ نہیں پاتے ہو، حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگذر کرنے والا ہے''۔ (الاسراء:۴۴)

☆☆☆

نقابِ حسن کو جلوؤں سے مختلف نہ سمجھ

کتنی عظیم ہے کائنات...... زندگی کے کتنے جلوے اس میں دکھائی دیتے ہیں...... مگر ظاہر میں جو نظر آتا ہے کچھ نہیں ہے...... یہاں ہر ظاہر کا باطن اور ہر حاضر کا غائب بھی ہے قرآن کے سائے میں پہنچنے پر معلوم ہوتا کہ خالق، لامحدود قوتوں کا مالک ہے...... اُسکی قوتوں کے گرد حدود کی دیوار نہیں اُٹھائی جا سکتی، وہ عظیم ہے، اُسکی کائنات بھی عظیم ہے...... وہ صانع لم یزل و لا یزال ہے، اُسکی صناعی بھی لم یزل و لا یزال ہے...... یہاں ہر منظر کا ایک پس منظر ہے اور ہر منظر سے آگے بھی ایک منظر ہے...... منظر پر پردہ تو پڑ سکتا ہے...... ختم نہیں ہو سکتا...... قرآن کے سائے تلے پہنچا جاتا تو معلوم ہوتا کہ یہ کائنات...... یہ آگے کے منظر کا پس منظر ہے...... منظر پر پردہ پڑتا ہے...... منظر ختم نہیں ہوتا...... موت ایک پردہ ہے...... تاکہ آگے کا منظر دکھلایا جائے......

''موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی صبحِ دوامِ زندگی''
'' خوگرِ پرواز کو پرواز سے ڈر کچھ نہیں
موت اس گلشن میں جز سنجیدنِ پر کچھ نہیں''

قرآن بتاتا ہے کہ ''جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تو تمہیں آکر رہے گی۔ پھر تم اُس کے سامنے پیش کیے جاؤ گے جو پوشیدہ و ظاہر کا جاننے والا ہے اور وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کچھ کرتے رہے ہو''۔ (الجمعہ:۸)

اب کہاں تک فریبِ خرد کھائیے...!؟

ان کو دیکھئے......! انہوں نے کبھی انسان کو پہچانا نہیں...... انہوں نے تو خود اپنے آپ کو نہیں پہچانا، پتہ نہیں ان کا ذہن مفلوج ہو گیا ہے یا عقل ماری گئی ہے؟ کبھی تو یہ انسان کو بندر کی اولاد بتاتے ہیں اور کبھی جنگل میں اُگنے والے خودرو پودے سے تشبیہ دیتے ہیں۔ انہیں انسانی تاریخ کی صحیح ابتداء معلوم ہے اور نہ انسانی زندگی کی انتہا ہی کو وہ جانتے ہیں...... وہ نہیں جانتے کہ انسان منصۂ شہود پر آیا کیوں ہے؟ ان کے نزدیک تو انسان اپنی تاریخ کے کئی مراحل سے گذر کر انسان بنتا ہے، ان کے پاس آدمی ہوتا ہے۔ انسان بڑی مشکل سے اور بڑی دیر سے زندگی کا سلیقہ سیکھتا ہے۔ مگر قرآن مجید نے انسانی تاریخ کو واضح انداز میں بیان کیا...... اُسکی ابتدا...... اسکی زندگی کا نصب العین...... سبھی سے تو اس نے پردہ ہٹا دیا...... پھر یہ بھی اُس نے بتایا کہ انسان اپنی تاریخ کے روزِ اول ہی سے محترم و مکرم رہا ہے...... کہاں یہ قرآن کے بلند تصورات اور کہاں ان کے بے جوڑ نظریات......

قرآن کہتا ہے کہ انسانی زندگی خدا کی روح سے تعبیر ہے، اُسکی تخلیق دستِ یزداں میں ہوئی ہے۔ اُس نے اس کی نوک پلک درست کی ہے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اُسکو اتنا بلند و برتر بنایا کہ پورا عالم ملائکہ اسکے آگے سر بسجود ہو گیا ''پھر یاد کرو اُس موقع کو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں سڑی ہوئی مٹی کے سوکھے گارے سے ایک بشر پیدا کر رہا ہوں۔ جب میں اُسے پورا بنا چکوں اور اُس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اُس کے آگے سجدہ میں گر جانا، چنانچہ تمام فرشتوں نے سجدہ کیا'' (حجر: ۲۸۔۳۰)

قرآن نے اُس کی عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ زمین اور اُسکی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ ''کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اُس نے وہ سب کچھ تمہارے لیے مسخر کر رکھا ہے جو زمین میں ہے''

(الحج:۶۵)

قرآن نے پوری طرح واضح کر دیا کہ رنگ و نسل کے اختلاف سے کوئی چھوٹا اور بڑا نہیں بنتا۔ زمین و زمان کا اختلاف بھی اُسکی بلندی اور پستی کا معیار نہیں ہے بلکہ اُس کی شرافت اور ذلت، اُسکی بلندی اور پستی، اُس کے خالق کی فرمانبرداری اور نافرمانی پر منحصر ہے، جس نے اپنے رب کو پہچانا، اُسکے بتائے ہوئے راستہ کو اپنایا وہ بلند و برتر ہوا۔

''اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے''۔ جس نے اپنے رب کو نہیں جانا، اُسکو نہیں پہچانا، زندگی کا لگام خواہشات کے ہاتھ میں تھما دیا وہ ذلیل و خوار ہوا۔

"ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا۔ پھر اُسے اُلٹا پھیر کر ہم نے سب نیچوں سے نیچ کر دیا۔" (التین: ۵۔۴)

ورنہ پیدائش کے اعتبار سے سب برابر ہیں کوئی بڑا نہ کوئی چھوٹا...... کوئی بلند نہ کوئی پست...... کوئی شریف نہ کوئی ذلیل......

''اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادری بنا دیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو''۔ (الحجرات:۱۳)

نفس کی غلامی نے بھی انسان کو کیسا مغرور بنا دیا ہے۔ اُسی نے تو خدا کی مخلوق کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے ہیں ؎
ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو

اے کاش!! لوگ قرآن پڑھتے...... کاش یہ اپنے ضمیر پر نزولِ کتاب کرتے۔

☆☆☆☆

اعجاز الدین عمری (کویت)

سچ کہوں تو گلہ ہے مجھ کو زمانے کی کور ذوقی سے

جہاں چھاؤں گھنی ہوتی ہے

قرآن ... وہ گھڑیاں جو قرآن کے سنگ گذرے کتنی سندر ہوتی ہیں...... وہ ساعتیں، راحتوں کی امین ہوتی ہیں...... من موہک لمحوں کا احساس دلاتی ہیں......قرآن کی چھاؤں...... ! کیا ہے قرآن کی چھاؤں......!؟ یہ جیون کے امرت ساگر کے ساحل میں آسمان کی بلندیوں کو چھوتا ہوا...... زمین کی گہرائیوں میں اپنی جڑیں اتارتا ہوا......ایک سدا بہار درخت کی چھاؤں ہے......پھیلی ہوئی شاخیں...... گھنی چھاؤں...... اور شیریں ثمر ایسے کہ زندگی کو نعمتِ ابدی کے حصول کا احساس ہو جائے۔

قرآن کا شجرِ عظیم......کتنا خوش ذائقہ ہے اس کا ایک ایک پھل......اس کا مزہ چکھنے والا، گویا اُس نے دوامِ زندگی کی سند حاصل کی......اب وہ کبھی مر نہیں سکتا...... کتنی ٹھنڈی ہے چھاؤں اُس کی......طبیعت بھی آسودہ ہوتی ہے، جذبات کو بھی لذت ملتی ہے۔ اُس کے برگہائے سرسبز، فکر و نظر کو دیدۂ بینا دیتے ہیں......اور اُس کے گلہائے شگفتہ، رنگ و بو سے فضا کو دلکش کر دیتے ہیں۔ حسن و جمال کے ان جلوؤں میں کٹی زندگی بھی......مقدس اور حسین ہوتی ہے۔

قرآن کے سایہ تلے پہنچنا......گویا خدا کا سایہ پانا ہے۔ اُس کی آیتوں میں خدا کی آواز سنائی پڑتی ہے۔۔۔نہیں......!!؟ یہ تو خود اپنی آواز ہے......اپنے دل کی آواز......! دورِ زمان کی چکی میں پِس دی گئی، انسانیت کو قرآن سے نیا وجود ملتا ہے اور تَنگیٔ زندگانی سے دم توڑتی آدمیت کو آبِ حیات ملتا ہے، لہٰذا......ہر غفلت شعار کو چاہیے کہ وہ قرآن کے سایہ تلے پہنچے تا کہ شعور بیدار ہو اور راندۂ خلق، خالق کے کلام پر گوش بر آواز ہو جائے......اور جان گیری و جہان گیری کا رازِ سربستہ اپنے سامنے واشگاف پائے......!

قرآن کے سایہ تلے پہنچ کر وہ قوت ملتی ہے کہ مورِ بے مایہ ہمدوشِ سلیمان ہو جاتا ہے اور انسان...... ! حقیر بوند سے روپ پانے والا ذلیل انسان، عزت و شرافت کا وہ مقام بلند پاتا ہے کہ خود ربِ کائنات اس سے ہمکلام ہوتا ہے......! ایسی رفعت اور اتنی بلندی۔۔!!؟ شانِ آدمیت پر شاید ساری کائنات عش عش کرتی ہوگی۔ جب زمین اُٹھ کے آسمان سے ملے اور آسمان جھک کے زمین کا بوسہ لے......!!

☆☆☆☆☆

جو شئے کی حقیقت کو نہ جانے وہ نظر کیا......

ارے، یہ کیسے لوگ ہیں جو ساحلِ نامراد پر گھروندے بناتے ہیں اور زعمِ تعمیرِ جہاں کرتے ہیں......!!؟ کتنے چھوٹے اور کتنے بونے ہیں یہ......!؟ کیسی ہیں یہ اُن کی بچکانہ حرکتیں......!!؟ یہ پہنچا ہوا دماغ اور آسمان چھوتی دانش تو رکھتے ہیں مگر......!!؟ اُن کے نظریات و تصورات ......!!!؟ ہاں......نہایت ہی گھٹیا ہیں یہ......ذرا ان کی بے وزنی تو دیکھیے......ربِ کریم کی ایک ہی آیت نے سیلِ رواں بن کر انہیں خس و خاشاک کی طرح بہا دیا ہے......ہاں! اتنے ہلکے اور اس قدر سطحی ہیں یہ......!! کہیں ایسا تو نہیں کہ

"پتہ ٹوٹ کر شجر سے بے وزن ہو گیا
اُڑتا گیا جدھر کو اُڑاتی گئی ہوا"

یہ اپنے نظریات کو سمت آشنا کیوں نہیں کرتے؟ ان کے تصورات منزل سے بیگانہ کیوں ہیں؟ کتابِ مقدس سے وہ روگردانی کیوں کرتے ہیں......!؟ اے کاش......! یہ قرآن کی چھاؤں میں آ جاتے......تپشِ خرد سے بچتے، اُس کا میٹھا پھل کھاتے اور اپنی بھوک مٹاتے، اُس کا رس پیتے اور سوزِ دروں بجھاتے، خود بچتے، انسانیت کو بچاتے......!؟ اُنہوں نے اپنے خوابیدہ خیالات سے آخر کس کا بھلا کیا ہے؟ کاش وہ قرآن تک پہنچتے......اور اس کتابِ حیات سے ایک بار زندگی کا سبق لیتے......حیرت ہے اُن کی عقل پر......!؟ کیسے ہیں یہ خدا بیزار اور خود میں گرفتار لوگ......!؟ زمین کے ذرات کو تو اُنہوں نے سینے سے لگا لیا مگر آسمان کے تاروں پر ان کی نظر نہیں جاتی......! خود کلامی میں محویت کا یہ عالم کہ کبھی خدا کے کلام کو سنا ہی نہیں......؟

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذر گاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شبِ تاریک سحر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں اُلجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا

اے کاش! وہ قرآن کو پاتے......رموزِ زندگی سے واقف ہوتے......

☆☆☆☆

جلوہ از بسکہ تقاضائے نگہ کرتا ہے......

رخِ فلک پر غازۂ سرخ ملے سانولی شام......طوفانِ موج رنگ کا نظارہ پیش کرتا سپیدۂ سحر...... خنک ہوائیں اور چٹکتی کلیاں......کومل ارمان اور چاندنی رات......رم جھم کرتا برستا مینہ اور آرزوؤں میں مچلتے دل کی دھڑکن...... کثافت سے دور لطافت سے بھرپور......ہائے! کتنی سندر اور کیا ہی حسین ہے کائنات......!! قانونِ فطرت سے کس قدر ہم آہنگ ہے یہ سارا جہاں اور اُس کی ایک ایک چیز......!

سورج کبھی رات میں نہیں آیا......چاند کی رفتار کبھی نہیں بدلی......دن کو پار کر جائے، رات نے کبھی ایسی کوشش نہیں کی......دن کبھی رات پر چڑھ نہیں دوڑا......فضائے بسیط میں پھیلے ہوئے لاتعداد ستارے اور سیارے آپس میں کبھی متصادم نہیں ہوئے......نظامِ کائنات میں کبھی کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوا......کتنے پابند ہیں یہ قوانینِ فطرت کے...... ہنگاموں سے کوسوں دور ہے یہ امن کا گہوارہ......!! کیا یہ نتیجہ نہیں قوانینِ فطرت سے انحراف نہ کرنے کا......؟

شیخ حبیب الرحمٰن جامعی (کویت)

سیرت نبوی ﷺ کی ایک جھلک

۲۲/اپریل ۵۷۱ء واقعہ فیل کے ۵۰ یا ۵۵ روز بعد ۲۰ یا ۲۲ اپریل ۵۷۱ء بمطابق ۹ ربیع الاول موسم بہار میں پیر کی صبح مکہ مکرمہ میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ﷺ کی ہاشمی خاندان کے قبیلہ قریش میں ولادت ہوئی۔

۴/یا ۵/میلادالنبی قبیلہ بنو سعد میں قیام کے دوران عمر مبارک کے چوتھے یا پانچویں سال آپ کے شق صدر (سینہ چاک کیے جانے) کا پہلا واقعہ پیش آیا۔

۶/میلادالنبی: ۶/سال کی عمر میں والدہ محترمہ بی بی آمنہ بنت وہب انتقال کرگئیں۔

۱۶/میلادالنبی: حلف الفضول نامی ایک اصلاحی معاہدہ میں آپ ﷺ نے شرکت فرمائی۔

۲۵/میلادالنبی: ۲۵/سال کی عمر میں آپ ﷺ کا حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔ خطبہ نکاح چچا ابو طالب نے دیا۔ جس میں اللہ کی حمد وثنا اور آپ کے فضل وشرف کے ذکر کے ساتھ ایجاب وقبول کے بعد مہر بیان کیا۔

۳۵/میلادالنبی: ۳۵/سال کی عمر میں بیت اللہ شریف کی تعمیر کے دوران حجر اسود کی اجتماعی تنصیب کا حکیمانہ فیصلہ کرکے شہر مکہ کو خانہ جنگی سے بچایا۔

۴۰/میلادالنبی: چالیس سال چھ مہینے بارہ دن کی عمر میں ۱۰/اگست ۶۱۰ء بمطابق ۲۱/رمضان المبارک بروز پیر جبریل علیہ السلام غار حرا میں وحی لے کر تشریف لائے۔

۶/نبوت: ابو جہل نے آپ ﷺ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا

۷/نبوت: ۴۷/سال کی عمر میں شعب ابی طالب میں قید وبند کی آزمائش شروع ہوئی۔

۱۰/نبوت: شعب ابی طالب کی اسیری ختم ہوئی۔ چچا ابو طالب اور بیوی حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہوا۔ حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے نکاح ہوا۔ نیز سفر طائف اختیار فرمایا۔

۱۱/نبوت : مدینہ منورہ کے پہلے چھ خوش نصیب افراد ایمان لائے۔ حضرت عائشہؓ سے عقد نکاح ہوا

۱۲/نبوت: شق صدر کا دوسرا واقعہ اور معراج۔ نیز بیعت عقبہ ثانیہ کے اہم واقعات پیش آئے۔

۱۳/نبوت: ۲۶/صفر کو قریش مکہ نے آپ ﷺ کے قتل کا اجتماعی منصوبہ طے کیا، ۲۷/صفر بمطابق ۱۳/ستمبر ۶۲۲ء کو آپ ﷺ نے ہجرت کے لیے مکہ کو الوداع کہا۔ ۱۲/ربیع الاول ۲۷/ستمبر ۶۲۲ء بروز جمعہ آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے گھر کے سامنے نزول اجلال فرمایا۔ حضرت عائشہؓ کی رخصتی عمل میں آئی۔

۲/ہجری : غزوۂ ابواء، غزوۂ بواط، غزوۂ سفوان یا بدر اولی، غزوۂ بدر الکبریٰ، غزوۂ بنو قینقاع، غزوۂ سویق اور غزوۂ بنو سلیم جیسے اہم غزوات پیش آئے۔ اسی سال آپ ﷺ کو قتل کرنے کی تیسری ناکام کوشش کی گئی۔

۳/ہجری : غزوۂ غطفان، غزوۂ نجران، غزوۂ احد اور غزوۂ حمراء الاسد پیش آئے۔ نیز حضرت حفصہ بنت عمر اور حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما سے رسول اللہ ﷺ کا نکاح ہوا

۴/ہجری : حادثہ رجیع اور بئر معونہ، غزوۂ بنو نضیر پیش آئے، ام سلمہؓ سے آپکا نکاح ہوا۔ حضرت زینب بنت خزیمہؓ کا انتقال ہوا۔

۵/ہجری: غزوۂ دومۃ الجندل، غزوۂ بنو مصطلق، غزوۂ احزاب یا خندق، غزوۂ بنو قریظہ اور حضرت عائشہ صدیقہ پر بہتان (افک) کے واقعات پیش آئے۔ نیز حضرت زینب بنت جحش اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہما سے نکاح ہوا۔

۶/ہجری : غزوۂ عرنین اور صلح حدیبیہ کے واقعات پیش آئے۔ نیز حضرت ام حبیبہؓ رملہ بنت ابی سفیانؓ سے نکاح ہوا۔

۷/ہجری : بادشاہوں کو دعوت دین کے لیے خطوط تحریر فرمائے۔ غزوۂ خیبر، غزوۂ ذات الرقاع پیش آئے۔ آپ ﷺ کو بکری کے گوشت میں زہر کھلانے کی کوشش کی گئی۔ حضرت صفیہ بنت حیؓ اور حضرت میمونہ بنت حارثؓ سے آپ ﷺ کا نکاح ہوا۔ نیز صحابہ کرام کے ساتھ عمرۂ قضا ادا کیا

۸/ہجری : غزوۂ موتہ، غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ حنین (ہوازن) اور غزوۂ طائف کے واقعات پیش آئے۔ اسی سال آپ ﷺ کے لخت ہائے جگر زینب اور ابراہیم دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔

۹/ہجری: غزوۂ تبوک، زنا کا اقرار کرنے والی عورت کو سنگسار کرنے کا حکم مختلف وفود کی قبول اسلام کے لیے حاضری۔

۱۰/ہجری: حجۃ الوداع ادا فرمایا۔ اس دوران آپ نے "وادی عرنہ" میں اپنی اونٹنی "قصواء" پر کھڑے ہوکر دنیائے انسانیت کا سب سے عظیم خطاب فرمایا۔ جو رہتی دنیا تک حقوق انسانی کے تحفظ کا عالمی منشور ہے۔

۱۱/ہجری: ۲۹/صفر کو مرض وفات کا آغاز ہوا۔ ۱۲/ربیع الاول بروز پیر بوقت چاشت بہ عمر ۶۳ سال چار دن روح پاک قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" ۱۴/ربیع الاول بروز بدھ رات کے وقت ام المومنین عائشہؓ کے حجرۂ مبارکہ میں تدفین عمل میں آئی۔

علامہ قاضی سلیمان منصور پوریؒ

قرآن حکیم کیا ہے؟

یہ وہ کتاب ہے جو ہمارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر اللہ کی طرف سے اتری ہے۔ اس کتاب کے نام میں خود پیشین گوئی شامل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبر دینا یہ اللہ پاک ہی کا کام تھا۔ اسلام کی کتاب کا نام قرآن ہے قرآن کے معنی ہیں ''بہت پڑھی جانے والی کتاب'' اب غور سے دیکھو وہ کون سی کتاب ہے جسے کروڑوں اشخاص بلاناغہ روزانہ ضرور پڑھتے ہوں؟ یہ صفت اس کی ہمیشہ باقی رہے گی۔

دنیا میں اور آسمانی کتابیں اتریں لیکن ان کے وجود پر شک وشبہ کا غبار پڑا ہوا ہے۔ تاریخ ان کی اصلیت ثابت کرنے سے قاصر ہے۔ دنیا میں یہی ایک کتاب ہے جس کا ایک ایک حرف اب تک اپنی صحت پر قائم ہے۔ اس کی کروڑوں جلدیں تحریر میں آچکی ہیں اربوں نسخے چھپ چکے ہیں اور لاکھوں سینوں میں یہ کتاب محفوظ ہے اور پوری صحت کے ساتھ نقش ہے۔

پیغمبر اسلام ناخواندہ تھے، حضور کا لقب امی ہے، امی کا صاحب کتاب ہونا اتنا عجیب ہے کہ یسعیاہ نبی نے ڈیڑھ سو سال پہلے اس کی اطلاع اللہ کی طرف سے دی تھی (ان پڑھ کو کتاب دی گئی کہ اسے پڑھے) یسعیاہ (17-18/18)

یہ کتاب زبور کی طرح مجموعۂ مناجات بھی ہے اور انجیل کی طرح ذخیرۂ امثال بھی، توارات کی طرح یہ گنجینۂ شریعت بھی ہے اور کتب دانیال ویسعیاہ کی طرح آئندہ کے حالات کا خزانہ بھی، اس کے علاوہ اس کتاب میں تزکیہ نفس اور صفاءِ قلب اور جلائے روح کے جو راز بیان کئے گئے ہیں وہ کسی دوسری آسمانی کتاب میں موجود نہیں۔

قرآن کریم جابجا اپنی تعلیم کی تائید میں مظاہر قدرت کو پیش کرتا ہے اور مظاہر قدرت کی توثیق علوم اور تجربوں سے کی جاتی ہے۔ قرآن میں مابعد الطبیعہ کے علوم جس قدر بیان کئے گئے ہیں وہ اور کسی کتاب میں موجود نہیں۔ قرآن نے ملکوں اور قوموں کو جہالت سے نکالنے اور علوم سے بہرہ ور کرنے، تمدن کو بلند کرنے، امن عامہ کو مضبوط بنانے میں جو کمال دکھایا ہے وہ بالکل بے مثال ہے۔

اس کتاب نے جن زبردست دلائل سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کیا، اللہ کی توحید کا سبق سکھایا، اللہ کی کبریائی وعظمت کو دلوں میں قائم کیا اس کا عشر عشیر نمونہ بھی کوئی دوسری کتاب واضح نہ کر سکی۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ

انسانیت کا مذہب

''مجھے معلوم ہوا کہ جس مذہب کو دنیا 'اسلام' کے نام سے پہچانتی ہے فی الحقیقت وہی مذہبی اختلافات کے سوال کا اصلی حل ہے۔ اسلام دنیا میں کوئی نیا مذہب قائم نہیں کرنا چاہتا بلکہ اس کا مشن خود اس کے بیان کے مطابق صرف یہ ہے کہ دنیا میں تمام مذہبوں کے ماننے والے اپنی اصلی اور بے میل سچائی پر قائم ہو جائیں اور باہر سے ملائی ہوئی جھوٹی باتوں کو چھوڑ دیں۔ اگر وہ ایسا کریں تو جو اعتقاد ان کے پاس ہوگا اس کا نام قرآن کی بولی میں اسلام ہے قرآن کہتا ہے کہ خدا کی سچائی ایک ہے۔ ابتداء سے ایک ہے اور تمام انسانوں اور قوموں کے لیے یکساں طور پر آتی رہی ہے۔ دنیا کا کوئی ملک، کوئی گوشہ نہیں 'جہاں خدا کے سچے بندے نہ پیدا ہوئے ہوں اور انہوں نے سچائی کی تعلیم نہ دی ہو لیکن ہمیشہ ایسا ہوا کہ لوگ کچھ دنوں تک اس پر قائم رہے پھر اپنے خیال اور وہم سے طرح طرح کی نئی اور جھوٹی باتیں نکال کر اس طرح پھیلا دیں کہ خدا کی سچائی انسانی ملاوٹ کے اندر گم ہو گئی۔

اب ضرورت تھی کہ سب کو جگانے کے لیے ایک عالمگیر صدا بلند کی جائے، یہ اسلام ہے، وہ عیسائی سے کہتا ہے کہ سچا عیسائی بنے، یہودی سے کہتا ہے کہ سچا یہودی بنے، پارسی سے کہتا ہے کہ سچا پارسی بنے۔ اسی طرح ہندوؤں سے کہتا ہے کہ اپنی اصلی سچائی کو دوبارہ قائم کر لیں۔ یہ سب اگر ایسا کر لیں تو وہ وہی ایک ہی سچائی ہوگی جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ سب کو دی گئی ہے۔ کوئی قوم نہیں کہہ سکتی کہ وہ صرف اُسی کی میراث ہے۔ اُسی کا نام 'اسلام' ہے اور وہی ''دین الفطرۃ'' ہے، یعنی خدا کا بنایا ہوا نیچر، اسی پر یہ تمام کارخانہ ہستی چل رہا ہے، سورج کا بھی وہی دھرم ہے، زمین بھی اسی کو مانتے ہوئے ہر آن گھوم رہی ہے اور کون کہہ سکتا ہے کہ ایسی ہی کتنی زمینیں اور دنیائیں ہیں اور ایک خدا کے ٹھہرائے ہوئے ایک ہی قانون پر عمل کر رہی ہیں۔

پس قرآن لوگوں کو ان کے مذہب سے چھڑانا نہیں چاہتا بلکہ اُن کے اصلی مذہب پر ان کو دوبارہ قائم کر دینا چاہتا ہے۔ دنیا میں بے شمار مذاہب ہیں۔ ہر مذہب کا پیرو سمجھتا ہے کہ سچائی صرف اسی کے حصے میں آئی ہے اور باقی سب باطل پر ہیں گویا قوم اور نسل کی طرح سچائی کی بھی میراث ہے۔ اب اگر فیصلہ ہو تو کیونکر ہو؟ اختلاف دور ہو تو کس طرح ہو؟ اس کی صرف تین ہی صورتیں ہو سکتی ہیں:

- **ایک یہ کہ سب حق پر ہیں:** یہ ہو نہیں سکتا کیونکہ حق ایک سے زیادہ نہیں اور حق میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔
- **دوسری یہ کہ سب باطل پر ہیں:** اس سے بھی فیصلہ نہیں ہوتا کیونکہ پھر حق کہاں ہے؟ اور سب کا دعویٰ کیوں ہے؟ اب صرف ایک تیسری صورت رہ گئی یعنی
- **سب حق پر بھی ہیں اور سب ناحق پر:** یعنی اصل ایک ہے اور سب کے پاس ہے۔ ملاوٹ باطل ہے۔ موجب اختلاف ہے اور سب اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اگر ملاوٹ چھوڑ دیں اور اصلیت کو پرکھ کے صاف کر لیں تو وہ ایک ہی ہوگی اور سب کی جھولی میں نکلے گی۔

قرآن یہی کہتا ہے اور اس کی بولی میں اسی مشترک اور عالمگیر اصلیت کا نام ''اسلام'' ہے''۔

جمع وترتیب: ادارہ

آپکے مسائل کا حل

فون پر نکاح

سوال: فون یا انٹرنیٹ پر نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ آج کل بکثرت ایسے نکاح ہوتے ہیں۔

جواب: نکاح کے لیے ایجاب وقبول رکن کی حیثیت رکھتا ہے، لڑکی والوں کی طرف سے پیش کش ہوتی ہے

جب کہ لڑکے والے اس پیش کش کو قبول کر لیتے ہیں، یہ معاہدہ خود زوجین بھی سرانجام دے سکتے ہیں اور ان کے نمائندے بھی یہ کام کر سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ میں تمہاری شادی فلاں عورت سے کرادوں؟ اس نے کہا ''ہاں'' پھر آپ ﷺ نے عورت سے کہا: ''کیا تمہیں پسند ہے کہ میں تیری شادی فلاں مرد سے کرادوں تو اس نے بھی ''ہاں'' کہا، اس کے بعد آپ ﷺ نے ان دونوں کی شادی کرادی۔ (سنن ابی داؤد: النکاح)

پھر نکاح کے لیے مزید چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے: عورت کی رضامندی، سرپرست کی اجازت، حق مہر کا تعین، اور گواہوں کی موجودگی، اگر مذکورہ ارکان وواجبات اور شرائط نکاح کے موقع پر موجود ہوں تو نکاح صحیح ہے بصورت دیگر نکاح درست نہیں ہوگا۔

فون یا انٹرنیٹ پر نکاح کی صورت میں اگر لڑکی والے اس بات کی شہادت دیں کہ واقعی وہی آدمی ہے جس سے ہم اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہتے ہیں تو نکاح خواں گواہوں کی موجودگی میں ایجاب وقبول کرادیتا ہے تو اس قسم کا نکاح درست ہے۔ صرف اتنا ہوتا ہے کہ دولہا خود موجود نہیں ہوتا لیکن اس کی آواز سنی جاتی ہے، جسے اس کے رشتہ دار اور لڑکی کے سرپرست، گواہ وغیرہ سب پہچانتے ہیں۔ اس قسم کے نکاح میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے بشرطیکہ مذکورہ بالا ارکان وشرائط موجود ہوں۔ (واللہ اعلم)

گروی رکھی گئی چیز کو استعمال کرنے کا حکم

سوال: مجھے کسی سے قرض وصول کرنا ہے، اس نے میرے پاس اپنا مکان گروی رکھا ہے، جس کی مالیت تقریباً دس لاکھ ہے، جبکہ قرض پانچ لاکھ ہے، کیا میں اس گروی شدہ مکان کو اپنے استعمال میں لاسکتا ہوں؟۔

جواب: اگر گروی رکھی جانے والی چیز ایسی ہو جسے باقی رکھنے کے لیے اُس پر خرچ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی ہو تو کسی حالت میں اُس سے فائدہ حاصل نہیں کیا جاسکتا اور اگر وہ ایسی چیز ہے جو خرچ کی محتاج ہے تو خرچ کے عوض اس سے استفادہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رہن رکھے ہوئے جانور پر اخراجات کے عوض سواری کی جاسکتی ہے اور دودھ دینے والے جانور کا دودھ بھی پیا جاسکتا ہے اور جو شخص سواری کرتا ہے یا دودھ پیتا ہے وہی

> اگر آپ نے کسی فیکٹری یا کسی تاجر کے لیے خریدار تلاش کیا اور فیکٹری والا یا تاجر آپ کے واسطہ سے بیچے ہوئے ہر مال کے بدلے آپ کو کچھ رقم دے، پھر اس بنیاد پر مال کی قیمت میں زیادتی نہ کرے اور نہ اس میں یہی چیز بیچنے والے دوسرے تاجروں پر کوئی نقصان ہو، وہ اس طرح کہ فیکٹری یا تاجر اسی ریٹ پر مال بیچے جس پر وہ دوسروں کو بیچتا ہے تو یہ جائز ہوگا

اخراجات کا ذمہ دار ہے۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث کی بنا پر مکان، پلاٹ اور زمین وغیرہ خرچ کی محتاج نہیں ہے لہذا ان چیزوں کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر وہ اجازت دے دے تو اسے اپنے استعمال میں لایا جاسکتا ہے کیونکہ گروی رکھی ہوئی چیز کا اصل مالک تو وہی ہے جس نے قرض لیا ہے اور اس کے منافع کا بھی وہی مالک ہے کسی دوسرے کے لیے اس کے منافع حاصل کرنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ وہ خود اس کی اجازت دے دے تو جس کے پاس گروی رکھا گیا ہے وہ اسے استعمال کرسکتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس کی صورت یہ ہونی چاہیے کہ اگر مکان کا ماہانہ کرایہ پانچ ہزار ہے

> قرض کے بدلے گروی رکھے گئے مکان وغیرہ کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں کیوں کہ اسکی بقاء کے لیے اخراجات کی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ رہن رکھے ہوئے جانور پر اخراجات کے عوض سواری کی جاسکتی ہے اور دودھ دینے والے جانور کا دودھ پیا جاسکتا ہے

تو سال کے بعد ساٹھ ہزار اس کے قرض سے منہا کردیا جائے، اس طرح دونوں کو فائدہ ہوگا، قرض لینے کا بوجھ بھی ہلکا ہوگا اور دینے والے کو ایک سہولت میسر ہوگی، بہرحال مسئلہ مذکور میں ہمارے نزدیک یہی صورت ہونی چاہیے کہ مکان کا کرایہ طے کرلیا جائے اور گروی شدہ مکان میں رہائش رکھ لی جائے، جب قرض کی ادائیگی ہو تو قرض سے اتنی رقم منہا کردی جائے جس قدر اس نے مکان کو استعمال کیا ہے اور معروف طریقہ کے مطابق اس کا کرایہ اس صورت میں ادا کیا جائے۔ (واللہ اعلم)

کمیشن لینا

سوال: میں ایک فیکٹری یا کسی دوکان پر ایک خریدار کو کچھ سامان لینے کے لیے لے گیا تو فیکٹری کے مالک یا دوکاندار نے مجھے اس خریدار کی کمیشن دی، تو کیا یہ کمیشن کا مال حلال ہے؟

جواب: اگر آپ نے کسی فیکٹری یا کسی تاجر کے لیے خریدار تلاش کیا اور فیکٹری والا یا تاجر آپ کے واسطہ سے بیچے ہوئے ہر مال کے بدلے آپ کو کچھ رقم دے، پھر اس بنیاد پر مال کی قیمت میں زیادتی نہ کرے اور نہ اس میں یہی چیز بیچنے والے دوسرے تاجروں پر کوئی نقصان ہو، وہ اس طرح کہ فیکٹری یا تاجر اسی ریٹ پر مال بیچے جس پر وہ دوسروں کو بیچتا ہے تو یہ جائز ہوگا، اور اس میں کوئی ممانعت والی چیز نہیں ہے۔

لیکن اگر وہ رقم جو آپ کو فیکٹری والے یا دوکاندار سے مل رہی ہے سامان کی قیمت میں زیادہ کرکے خریدار سے وصول ہورہی ہو تو اُسے آپ نہیں لے سکتے ہیں اور نہ ہی فروخت کرنے والے کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، اس لیے کہ اس میں سامان کی قیمت زیادہ کرکے خریدار کو نقصان پہنچایا جارہا ہے۔

(دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (۱۳-۱۳۰)

اعجاز الدین عمری (کویت)

خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے

سعید بن زید ؓ کا شمار اُن نیک بخت صحابہ میں ہوتا ہے جنھیں ایک ساتھ جنت کی بشارت سنائی گئی...... اروٰی بنت قیس نامی ایک عورت نے اموی خلیفہ مروان کے دربار میں شکایت درج کرائی کہ سعید نے اُس کی زمین ہڑپ کرلی ہے۔ مروان نے انھیں بلا بھیجا...... تو کہنے لگے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

"جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی لے گا...... تو قیامت کے روز سات زمینوں کی زنجیر بنا کر اُس کے گلے میں ڈالا جائے گا"

اس کے بعد کہا: "کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اس کو سننے کے بعد بھی میں کسی کی زمین ہڑپ کرلوں گا......؟"

مروان نے کہا...... اس سے بڑھ کر کوئی دلیل مجھے نہیں چاہیے...... مگر عورت نے ماننے سے انکار کیا، تو سعید ؓ نے دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھایا اور کہنے لگے:

"اے اللہ اگر یہ عورت جھوٹ بول رہی ہے تو اُس کی بینائی چھین لے ...... اور اُسے اُسی کی سرزمین میں مار دے......"

تاریخ بتاتی ہے ...... رفتہ رفتہ اُس نے اپنی بینائی کھو دی...... جس کی وجہ سے وہ ٹٹول ٹٹول کر چلتی...... اسی طرح ایک دن اپنے ہی کنویں میں گر پڑی اور اُس کی جان نکل گئی......

حق گوئی و بے باکی

وہ بڑا ہی خوبصورت شہر تھا۔ ساری دنیا کی نگاہیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں ۔ زہراء اُس کا نام تھا ...... خلیفہ عبدالرحمٰن الناصر نے اُسے اندلس میں بسایا تھا ...... فن کاری و پرکاری کا شاہکار تھا۔ اُس میں اُس نے ایک محل تعمیر کی جس کی گنبد کو سونا اور چاندی سے ڈھانک دیا گیا تھا...... حکومت کے خزانے سے بڑی دولت ہی اُس پر خرچ ہورہی تھی...... منذر بن سعید قرطبہ کے عالم، فقیہ اور قاضی تھے۔ نہایت پرہیزگار، بیباک، اور نڈر...... زہراء کے تئیں عبدالرحمٰن کا انہماک انہیں کھٹکنے لگا...... وہ اُس جامع مسجد کے خطیب بھی تھے جس میں عبدالرحمٰن جمعہ کو حاضری دیتا تھا...... خطبہ کے شروع ہی سے قاضی نے خلیفہ کو تنقید کا نشانہ بنانا شروع کیا، آپ نے سورہ شعراء کی آیتیں پڑھ کر سنائیں

"یہ تمہارا کیا حال ہے کہ ہر اونچے مقام پر لا حاصل ایک یادگار عمارت بنا ڈالتے ہو اور بڑے بڑے قصر تعمیر کرتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جب کسی پر ہاتھ ڈالتے ہو جبار بن کر ڈالتے ہو۔ پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ ڈرو اُس سے جس نے وہ سب کچھ تمہیں دیا ہے جو تم جانتے ہو۔ تمہیں جان دیے، اولادیں دیں، باغ دیے اور چشمے دیے۔ مجھے تمہارے حق میں ایک بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے" (الشعراء ۱۳۵۔۱۲۸)

پھر سورہ نساء کی اِس آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا: "اُن سے کہو' دنیا کا سرمایۂ زندگی تھوڑا ہے اور آخرت ایک خداترس انسان کے لیے زیادہ بہتر ہے" (النساء ۷۷)

آپ نے عالیشان عمارتوں اور اُن میں ہونے والے اسراف کے خلاف آواز بلند کی...... سامعین پر سکتہ طاری تھا...... ہر کسی کے رونے اور سسکیوں کی آواز آرہی تھی۔ پھر منبر ہی سے خلیفۂ خاص کی طرف رخ کرکے گویا ہوئے "شیطان کا بُرا ہو...... میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ تجھے یہاں تک پہنچائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے تو تجھے بہت دیا، اوروں پر فضیلت دی مگر تو شیطان کے ہاتھوں کا کھلونا بنے گا اُس کا یقین نہیں تھا ...... اب یہ حالت ہے کہ اُس نے تجھے کافروں کے مقام پر لا بٹھایا ہے...... ناصر پر کپکپی طاری ہوئی، وہ غصے سے بے قابو ہو رہا تھا...... عین جمعہ کی حالت ہی میں قاضی کو مخاطب کرکے کہنے لگا: قاضی صاحب! کیا آپ کو کچھ پتا ہے کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اور کس کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟ اپنی بات پر نظر ثانی کیجیے...... آخر آپ نے کس طرح مجھے کافروں کے برابر قرار دیا؟ قاضی نے جواب دیا: ہاں...... میں پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں...... کیا تیری نظر سے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام نہیں گذرا...... پھر آپ سورہ زخرف کی آیتیں پڑھ کر سنانے لگے۔

"اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے تو ہم خدائے رحمٰن سے کفر کرنے والوں کے گھروں کی چھت اور اُن کی سیڑھیاں جن سے وہ اپنے بالاخانوں پر چڑھتے ہیں اور اُن کے دروازے اور اُن کے تخت جن پر وہ تکیے لگا کر بیٹھتے ہیں، سب چاندی اور سونے کے بنوا دیتے ۔ یہ تو محض حیاتِ دنیا کی متاع ہے اور آخرت تیرے رب کے ہاں صرف متقین کے لیے ہے"۔ (زخرف ۳۳۔۳۵)

قاضی کی باتیں سن کر خلیفہ ناصر نے سر جھکا لیا...... اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگیے، وہ اِتنا رویا کہ اُس کی ڈاڑھی بھیگ گئی...... اُسے اپنے کیے پر ندامت تھی...... اور خشیت سے اُس کا حال بُرا ہوا جارہا تھا...... اور جب خطبہ ختم ہوگیا اور نماز ختم کرکے سب لوگ جانے لگے تو وہ دھیرے دھیرے قدم رکھتا ہوا قاضی منذر کے روبرو کھڑا ہو کر کہنے لگا "...... قاضی صاحب! اللہ آپ کو جزائے خیر دے...... ملت کو آپ کی طرح نڈر...... بے باک اور حق گو علماء کی اشد ضرورت ہے، آپ نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے"...... پھر جب وہ واپس جانے لگا تو اُس کی زبان پر استغفار کے کلمات جاری تھے...... تاریخ بتاتی ہے کہ اُس کے بعد اُس نے اُس سنہرے گنبد سے سونے چاندی کے لیپ کو ختم کروایا اور مٹی ہی سے اُسے بنانے کا حکم صادر فرمایا......۔

پیارے

بچو! آپ کے ابو امی کبھی کبھی آپ کو قصے کہانیاں ضرور سناتے ہونگے۔ آیئے آج ہم بھی آپ کو ایک قصہ سناتے ہیں، یہ وہ قصہ ہے جسے پیارے نبی محمد ﷺ نے ایک دن اپنے ساتھیوں کی مجلس میں بیان کیا تھا

پہلے زمانہ میں تین آدمی تھے:

۞ ابرص: (سفید داغوں والا، جس کے جسم پر سفیدی ہو)

۞ گنجا: (جس کے سر پر بال نہ ہو)

۞ اندھا:

اللہ پاک نے اُن تینوں کو آزمانے کا ارادہ فرمایا، چنانچہ اللہ پاک نے اُن تینوں کے پاس فرشتہ بھیجا، فرشتہ سب سے پہلے سفید داغوں والے کے پاس آیا اور اس سے پوچھا: ''تجھے کونسی چیز سب سے زیادہ محبوب ہے؟''

اس نے جواب دیا: ''اچھا رنگ خوبصورت جسم اور یہ سفید داغ مجھ سے دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں''

فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اللہ کے حکم سے اس کی گھن کھانے والی بیماری دور ہو گئی اور اُسے خوبصورت رنگ دے دیا گیا۔ فرشتے نے اس سے پھر پوچھا: تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: ''اونٹ''

چنانچہ اُسے آٹھ دس مہینے کی گابھن اونٹنی دے دی گئی اور فرشتے نے اُسے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت عطا فرمائے۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا: اُس نے گنجے سے پوچھا: ''تجھے کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟''

اس نے کہا: ''میری خواہش یہ ہے کہ میرا گنجا پن دور ہو جائے اور میرے سر میں خوبصورت بال اُگ آئیں''۔

فرشتے نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا جس سے اُس کا گنجا پن دور ہو گیا اور اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوبصورت بال عطا کر دیئے گئے۔ پھر فرشتے نے گنجے سے بھی پوچھا کہ: ''تجھے کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟'' اس نے کہا: ''گائے''۔ چنانچہ فرشتے نے اُسے ایک گابھن گائے دیا اور دعا دی کہ ''اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت عطا فرمائے'' اُس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا: اور پوچھا ''تجھے کونسی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟''

اندھے کو کیا چاہیئے؟ دو آنکھ۔ اس نے کہا: ''میری خواہش یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے تاکہ لوگوں کو دیکھ سکوں''۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُس کی بینائی لوٹا دی۔ فرشتے نے اُس سے پوچھا: ''تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟''

اُس نے کہا: ''بکریاں''۔ چنانچہ اُسے ایک بکری دے دی گئی

اس طرح ابرص، گنجے اور اندھے تینوں کے جانوروں نے خوب بچے دیئے، سفید داغوں والے کے ہاں ایک وادی اونٹوں کی ہوگئی۔ گنجے کے ہاں ایک وادی گایوں کی ہوگئی، اور اندھے کے ہاں ایک وادی بکریوں کی ہوگئی۔

پیارے بچو! جانتے ہیں اس کے بعد کیا ہوا؟ اللہ پاک جب دیتا ہے تو اُس کی چاہت ہوتی ہے کہ بندہ اسکے دیئے ہوئے مال میں سے غریبوں مسکینوں اور لاچاروں کی بھی مدد کرے۔ آیئے ہم باقی قصہ سنتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ایک عرصہ کے بعد اُسی فرشتہ کو ابرص، گنجے اور اندھے کے پاس بھیجا تاکہ اُس کی آزمائش کرے چنانچہ فرشتہ سب سے پہلے سفید داغوں والے کے پاس اُسی کی پہلی شکل میں آیا: اور کہا

''میں مسکین آدمی ہوں، سفر میں میرے وسائل ختم ہو گئے ہیں آج میرے وطن پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے اللہ کے اور پھر تیرے، اس لیے میں تجھ سے اللہ کے نام پر ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں' وہ اللہ جس نے تجھے اچھا رنگ، خوبصورت جسم اور مال عطا کیا ہے''

اس نے جواب دیا: میرے ذمہ پہلے ہی بہت سے حقوق ہیں مجھ سے تیری مدد نہیں ہوسکتی۔ یہ سن کر فرشتے نے اُس سے کہا: ''میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو وہی نا ہے جس کے جسموں پر سفید داغ تھے لوگ تجھ سے گھن کھاتے تھے، تو فقیر تھا، اللہ نے تجھے مال سے نواز دیا......''؟

اس نے کہا: ''بھئی! یہ مال تو مجھے باپ دادا سے ورثے میں ملا ہے''

فرشتے نے کہا: ''اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا کہ تو تھا۔ اب فرشتہ گنجے کے پاس اُس کی پہلی شکل وصورت میں آیا اور اُس سے بھی وہی کہا کہ ''میں مسکین آدمی ہوں، سفر میں میرے وسائل ختم ہو گئے ہیں، اس لیے میں تجھ سے اللہ کے نام پر ایک گائے کا سوال کرتا ہوں' وہ اللہ جس نے تجھے خوبصورت بال عطا کیا ہے''

گنجا نے وہی جواب دیا جو ابرص (سفید داغوں والا) نے دیا تھا کہ میرے پاس پہلے ہی سے بہت سارے حق والے ہیں فرشتے نے اُسے احساس دلایا کہ کبھی تو گنجا تھا، لاچار تھا، آج اللہ نے تجھے نعمت دے دی تو اپنی پہلی حالت کو بھول گیا''

اس نے کہا: ''یہ مال تو مجھے میرے باپ دادا سے ورثے میں ملا ہے''

فرشتے نے اُسے بھی بددعا دی کہ ''اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا''۔

فرشتہ پھر اندھے کے پاس اُس کی پہلی شکل میں آیا، اور اس سے کہا: ''میں مسکین اور مسافر آدمی ہوں میرے وسائل سفر ختم ہو گئے ہیں، اب میرے لیے وطن پہنچنا' اللہ کی مدد پھر تیری مالی اعانت کے بغیر ممکن نہیں' اس لیے میں تجھ سے اُس ذات کے نام سے' جس نے تیری بینائی تجھ پر لوٹا دی' ایک بکری کا سوال کرتا ہوں تاکہ اُس کے ذریعہ سے میں منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤں''

اندھے نے کہا: بلاشبہ میں اندھا تھا' اللہ تعالیٰ نے میری بینائی بحال کر دی۔ تیرے سامنے بکریوں کا ریوڑ ہے' اُن میں جو چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑ دے''

یہ سن کر فرشتے نے اُسے کہا: ''اپنا مال اپنے پاس ہی رکھ، تیرا امتحان مقصود تھا، جس میں تو کامیاب رہا، اور اللہ تجھ سے راضی ہو گیا اور تیرے دونوں ساتھی ناکام رہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں سے ناراض ہو گیا''۔

بچو! دیکھا آپ نے کہ کیسے اللہ تعالیٰ نے سفید داغ والے کا داغ ختم کر دیا اور اُسے ایک گابھن اونٹ دیا جس سے اُس کے پاس اونٹ ہی اونٹ ہو گئے، لیکن جب اس نے اللہ پاک کے احسان کو بھلا دیا تو اللہ پاک نے اُس سے وہ نعمت چھین لی اور جیسا وہ پہلے تھا ویسا ہی بنا دیا۔ اور گنجے کا گنجا پن دور کر کے اُسے ایک گائے دیا جس سے اُسکے پاس ایک وادی گائیں ہو گئیں لیکن جب اُس نے بھی ناشکری کی تو اللہ پاک نے اُس سے بھی اپنی نعمت چھین لی لیکن جب اندھے نے اللہ کی نعمت کو یاد رکھا تو اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہوا اور اُس کی نعمت کو بدستور بحال رکھا۔

پیارے بچو! اس قصے سے ہمیں سبق ملتا ہے کہ فقیروں کو بہانا بنا کر دروازے سے بھگانا نہیں چاہیئے بلکہ جو میسر ہو ضرور دینا چاہیئے، کیا خبر کہ کل اللہ پاک ہمیں بھی ویسا ہی بنا دے۔

ڈاکٹر شبیر احمد

تندرستی میں ورزش کا اہم رول

◉ تندرستی برقرار رکھنے کے لیے ہر عمر کے فرد بشر کے لیے ورزش لازمی ہے۔ اس سے عضلات توانا رہتے ہیں۔ جسم سڈول رہتا ہے۔ طبیعت میں ہمت، چستی اور پھرتی رہتی ہے۔ دوران خون تیز رہتا ہے۔ آکسیجن زیادہ تعداد میں جذب اور کاربن ڈائی اکسائڈ بھی زیادہ مقدار میں خارج ہوتا ہے۔ ہاضمہ کمزور نہیں پڑتا۔

◉ ورزش نہیں کرنے سے دل، جگر، پھیپھڑا، گردہ غرض جسم کے اندر جتنے نظام ہیں سبھی سست پڑ جاتے ہیں، عضلات ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، دل کمزور اور دوران خون سست ہو جاتے ہیں، بھوک نہیں لگتی، ہاضمہ بگڑ جاتا ہے، دماغ کند اور کام کاج میں جی نہیں لگتا۔ بعض اعضاء کمزور ہو کر چربی میں بدل جاتے ہیں۔ اور جسم بیماریوں کی آماجگاہ بن جاتا ہے۔ جن میں خاص یہ ہیں دل کے امراض، ذیابیطس، کینسر، بواسیر اور گٹھیا۔

◉ ایک تحقیق کے مطابق غیر فعال زندگی گزارنے والے اشخاص بڑی آنت کے سرطان میں زیادہ گرفتار ہوتے ہیں کیوں کہ موٹاپا اور بھاری بدن بڑی آنت کے سرطان کے لیے ۵۰ فیصد راہ ہموار کرتا ہے۔

◉ مسلسل ورزش سے انسولن ہارمون کی سطح کم ہو جاتی ہے جس سے کینسر کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔ اس سے بلڈ پریشر میں گراوٹ آتی ہے۔ انجائنا کے درد کو کم کرتا ہے اور وہ چکنائی (کاسٹرال) پگھل جاتی ہے جو دل کے شریانوں میں دوران خون میں رکاوٹ پیدا کرتی ہے۔ اس سے خون کی چینی بھی بآسانی محلول ہو جاتی ہے۔ جس سے شکر کی بیماری کا امکان کم ہو جاتا ہے۔

ورزش کے اہتمام سے چہرے اور جسم پر بڑھاپے کے آثار کم نمایاں ہوتے ہیں۔

◉ ہر شخص کو عمر اور جسمانی طاقت کے لحاظ سے مقررہ وقت پر صبح یا شام تسلسل کے ساتھ کھلی فضا میں ورزش کرنی چاہیے، کھانا کھانے کے فوراً بعد یا شدید بھوک کی حالت میں ورزش سے احتراز کریں۔

◉ تندرستی بہت بڑی نعمت ہے اس کی ہر ممکن حفاظت ہونی چاہیے غالب نے کہا تھا ؎

تنگدستی اگر چہ ہو غالب
تندرستی ہزار نعمت ہے

لہذا ہیلتھ اور ہائجن کو عملی صورت دیں۔ مضبوط جسم سے مضبوط فکر کی بنیاد ڈالیں اور بیش بہا زندگی سے بے انتہا لطف اندوز ہوں۔

اصول کامرانی

دلوں پر فتح کیسے پائیں؟

ادارہ

ایک داعی کو میدانِ دعوت میں کامیابی کے لیے دلوں کو جیتنے کی ضرورت ہے، میاں بیوی کو خوشگوار ازدواجی زندگی گزارنے کے لیے دلوں کو جیتنے کی ضرورت ہے۔ معاشرہ کو الفت ومحبت کا پیکر بنانے کے لیے دلوں کو جیتنے کی ضرورت ہے، ایک کمپنی کو بہترین کارکردگی کے لیے دلوں کو جیتنے کی ضرورت ہے، اور ایک حاکم کو ملک کی سلامتی اور استحکام کے لیے دلوں کو جیتنے کی ضرورت ہے

تو آیئے ہم ان وسائل کی جانکاری حاصل کرتے ہیں جو دلوں پر قابو پانے میں ہمارے لیے بہترین معاون ہیں۔

(۱) پہلا وسیلہ : پاکیزہ تبسم اور سچی مسکراہٹ

دلوں کے لیے تبسم کو وہی حیثیت حاصل ہے جو اشیائے خوردونی میں نمک کو، مسکراہٹ اور شگفتہ روئی نہاں خانۂ دل میں نیک جذبات کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔ ایسے انسان کا چہرہ گلاب کی طرح کھلا رہتا ہے، اس کی طرف دل خود بخود کھنچتا ہے۔ اور پہلی ملاقات ہی دل پر ایک نقش چھوڑ جاتی ہے، خوش مزاج چہرے پر تبسم کے پھول کھلتے ہی تنگ دلی وتنگ نظری کے سارے پودے یک قلم مرجھا جاتے ہیں، اور خیابانِ دل میں الفت ومحبت کے پودے لہلہانے لگتے ہیں۔ تبسم میں کچھ خرچ نہیں ہوتا تاہم اُس کے اثرات نہایت عجیب اور دیرپا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب رحمت عالم ﷺ کو فاتح عالم بنا کر بھیجا گیا تو یہ صفت اُن میں کوٹ کوٹ کر بھردی گئی، ہمارے حبیب کو تبسم اس قدر محبوب تھا کہ جس دن آپ کی وفات ہوئی اُس دن بھی تبسم فرمایا، مرض الموت کے عالم میں جبکہ ابوبکرؓ لوگوں کی امامت کر رہے تھے، گھر کا پردہ اٹھا کر جانثاروں کو دیکھتے ہیں تو آپ کے چہرے پر تبسم کھل جاتا ہے (بخاری)

ایک جانثار عبداللہ بن حارث ؓ آپ کی اِس صفت کی گواہی ان لفظوں میں دیتے ہیں:

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تبسم فرماتے ہوئے کسی کو نہ دیکھا" (ترمذی)

ایک دوسرے جانثار جریر بن عبداللہ البجلیؓ فرماتے ہیں "جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے کبھی آپ ﷺ نے مجھے اپنے پاس داخل ہونے سے نہیں روکا اور جب بھی دیکھا مسکرائے ......" (سنن ابن ماجہ) اسی تبسم کی بدولت دنیا آپ کے زیر نگیں ہوئی اور آپ فاتح عالم بنے ؏

جو دلوں کو فتح کرلے وہی فاتح زمانہ

تبسم سے دلوں کے بند دریچے تو کھل ہی جاتے ہیں تاہم تعلیم محمدی کی خصوصیت دیکھو...... کہ اِس میں بھی اجروثواب رکھا گیا ہے: "تیرا اپنے بھائی کے چہرہ پر مسکرانا صدقہ ہے" (ترمذی) اور یہ تاکید کی گئی کہ: "کسی بھی خیر کے کام کو حقیر مت سمجھو خواہ تیرا اپنے بھائی کے ساتھ شگفتہ چہرہ کے ساتھ ملنا ہی کیوں نہ ہو" (مسلم)

عرض کرنا یہ ہے کہ جب تبسم دلوں کا قفل کھولتا ہے، حسد، کینہ کپٹ دور کرتا ہے، نفسیاتی وجسمانی سکون فراہم کرتا ہے، ذہن کو صیقل کرتا ہے، پھر یہ ہمارے حبیب کی سنت ہے، اِس پر بے پناہ اجروثواب رکھا گیا ہے تو آخر ہم اِس صفت کو اپنانے میں بخالت کیوں کرتے ہیں......؟ کیا ہم نے دعوت میں اِس نسخے کو آزمایا......؟ کیا ہم نے اپنے شریک حیات کے ساتھ اس نسخے کو آزمایا......؟ کیا ہم نے اپنے دوست واحباب کے ساتھ اِس نسخے کو آزمایا......؟ آخر اِس میں ہمارا جاتا کیا ہے......؟ ذرا اِسے آزما کر تو دیکھیں! کیسا معجزانہ اثر دکھاتا ہے......ہم پر...... ہمارے معاشرے پر......اور ہماری ازدواجی زندگی پر...... (جاری)

اے دخترانِ قوم

خوددار و خودشناس، خدا آشنا بنو
میری دعا ہے پیکرِ صدق وصفا بنو

نورِ جہاں بنو، نہ شبانہ ، ثنا بنو
بننا ہے کچھ تو عائشہؓ وفاطمہؓ بنو

معراجِ زن یہی ہے تمہاری جو بن سکو
مریم بنو، بتول بنو، آسیہ بنو

توفیق گر ملے تو پھر اے دخترانِ قوم
حق بیں وحق نواز بنو، حق نما بنو

تعلیم لے کے مکتبِ عرفانِ حق سے تم
باطل شکن، حریف ہر ایک ماسوا بنو

اس دورِ نامراد وستم کیشِ عہد میں
ہمدردِ خلق ، خوگرِ صبرورضا بنو

ویرانۂ حیات ، جہانِ خراب میں
پیغام تو بہار برنگِ صبا بنو

شبنم صفت رہو سرِ برگِ گلاب تم
ہو گر قفس نصیب تو شعلہ نوا بنو

شہرِ ستم میں دعوت دارالسلام پر
بنتی اگر ہو کشتۂ نازِ جفا بنو

عزمِ سفر کے ساتھ یہ شانِ سفر رہے
جادہ نورد ہوٗ رہو جادہ نما بنو

اس عہدِ نو کی ظلمتِ عزت فروش میں
شمعِ جہاں فروز، حریمِ حیا بنو

رشکِ جناں بنے یہ زمیں آج بھی، جو تم
عفت مآب و نازشِ مہرو وفا بنو

مظہر اعظمی

نظم

وہی سمن، وہی لالے ، وہی گلاب پرانے
نئی رتوں کا مقدر ، شجرنصاب پرانے

میں کیوں اب ایسے تناظر میں ، کوئی جائزہ لکھوں ؟
سحر کے حاشیے خستہ ، شفق کے باب پرانے

ہے اعتبار کی میزاں ، ہمارے ہاتھوں میں کیسی ؟
یہ اقتباس ادھورا وہ اکتساب پرانے

جدید ذہن کے ناخن ہیں ، اور عقدۂ رفتہ
مئے سوال سے الجھے ہیں ، کچھ جواب پرانے

وہ کشمکش ہے کہ دونوں کی روح ٹوٹ رہی ہے
میرا خیال اچھوتا ، تمہارے خواب پرانے

شگفتہ ہو کوئی منظر، تو کیوں پہ اتاروں
وہ دشت ہوں کہ سمندر ، سراب و آب پرانے

اٹھاکے رکھ دو انہیں بھی ، میرے وسیع افق پر
یہ کن دریچوں سے لپٹے ہیں آفتاب پرانے ؟

یہی ہیں شام وسحر جب، تو زندگی سے گلہ کیا ؟
کہ محتسب ہیں نئے سے' پر احتساب پرانے

ہم اپنے ماضی سے کٹ کر بھی' لاحقہ ہیں اسی کا
وہی خریطہ وخلعت، وہی خطاب، پرانے

مرے رفیقو! مرے سر ، بہت سا قرض ہنر تھا
چکا رہا ہوں ابھی تک ، وہی حساب پرانے

میں قدرتو حوالہ ہوں، اپنی ذات سے، لیکن
ملے ہیں ورثے میں مجھ کو قلم کتاب پرانے

مسوّدہ ہوں فضا میں بھی ، رائگانیِ فن کا
کہاں سنبھال کے رکھوں ، یہ انتخاب پرانے

فضا ابن فیضی رحمہ اللہ

محمد خالد اعظمی (کویت)

سال 2009 کا شاہ فیصل ایوارڈ

ریاض : خادم حرمین شریفین شاہ عبداللہ کے ہاتھوں سال رواں کا شاہ فیصل ایوارڈ سعودی عرب، جرمنی، امریکا، روس، مراقش اور مصر کے اسکالرس کو ایک پروقار تقریب میں دیا گیا۔ پہلا ایوارڈ عربی زبان وادب کا سعودی عرب کے عبد العزیز المعانی کو دیا گیا جو ریاض کی شاہ سعود یونیورسٹی میں عربی زبان وادب کے پروفیسر ہیں۔ اسلامی خدمت کا ایوارڈ مصر کی شریعت سوسائٹی برائے علمائے قرآن وسنت کے پرنسپل کو دیا گیا یہ انعام اسلام اور مسلمانوں کے لیے سوسائٹی کی غیر معمولی خدمات کے اعتراف میں دیا گیا' جن میں تقریباً 100 برس پر محیط دعوت کا کام شامل ہے۔ اسلامی اسٹڈیز کا ایوارڈ مراقش کے پروفیسر عبدالسلام محمد شدادی کو ابن خلدون پر ان کے اولین کام پر دیا گیا۔ سائنس کا ایوارڈ مشترکہ طور پر روس کے راشد علی وچ اور جرمنی کے ماہر فلکیات پروفیسر فرائیڈ کو پیش کیا گیا۔ جبکہ امریکہ کے پروفیسر رونالڈ لیوی کو طب کے انعام سے نوازا گیا۔ ہر ایک کو دو لاکھ ڈالر نقد رقم، ادبی توصیف نامہ اور 22 کیرٹ گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔

20 لاکھ بچے غذا کی کمی کے شکار

اقوام متحدہ کے ایک سروے میں کہا گیا ہے کہ بنگلہ دیش میں اجناس خوراک کی قلت اور اس کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ کی وجہ سے تقریباً بیس لاکھ بچے غذا کی کمی کا شکار ہیں۔ یہ رپورٹ بنگلہ دیش میں 6 ماہ سے لے کر 5 سال تک کے بچوں کے سروے کی بنیاد پر مرتب کی گئی ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ بنگلہ دیش کی آبادی 15 کروڑ 60 لاکھ ہے اور اس کا شمار دنیا کے سب سے غریب ملکوں میں ہوتا ہے۔

اسرائیلی چور

مقبوضہ بیت المقدس: اسرائیلی سرکاری ادارے نے مسجد اقصی کا پتھر چوری کرکے اسرائیلی پارلیمنٹ کے سامنے رکھ دیا۔ اسلامی آثار کی تعمیر وترقی کے ادارے اقصی فاؤنڈیشن نے انکشاف کیا ہے کہ اس کے پاس تصویروں کی صورت میں اسرائیلی جرم کے ثبوت بھی موجود ہیں۔ اسرائیلی ادارے نے مسجد اقصی کی جنوبی دیوار کے پاس رکھے گئے متعدد پتھر چوری کئے ۔ آثار قدیمہ کی اسرائیلی اتھارٹی نے اس جگہ کے قریب خاردار تار لگائے ہوئے تھے جبکہ چند ماہ قبل یہاں پر سیاہ خیمہ نصب کر دیا گیا اور اس کے قریب آنے اور تصویر کھینچنے کی کسی کو اجازت نہیں تھی۔ ایک پتھر اسرائیلی پارلیمنٹ اور ایک پتھر نامعلوم مقام کی طرف منتقل کیا گیا۔ چوری شدہ پتھر کو پارلیمنٹ کی عمارت کے سامنے رکھے جانے کے بعد اس کی تصویر لی گئی۔

3/ ارب ڈالر کا زکوۃ فنڈ......

جدہ : اسلامی تنظیم کانفرنس کی بین الاقوامی زکوۃ آرگنائزیشن (آئی۔زیڈ۔او) نے تین ارب ڈالر کے عالمی زکوۃ اور رفاہی فنڈ کا اعلان کیا ہے۔ یہ فنڈ چار اہم مقاصد کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ یہ فنڈ ذرائع آمدنی کے لئے چھوٹے اور درمیانہ کاروبار میں سرمائے کی فراہمی، سماجی ترقی کے لیے اسپتالوں، تعلیمی اداروں ارو ہاؤسنگ ڈیولپمنٹ، زرعی ترقی اور ضروری انفراسٹرکچر، ریلیف اور ایمرجنسی کی صورت میں مہیا کیا جائے گا۔

ڈاکٹر عزالدین کو نوبل انعام

یروشلم : 16 جنوری 2009ء اسرائیلی فوج کے ذریعہ غزہ میں واقع اپنے گھر پر ہونے والی گولی باری

میں تین بیٹیوں اور ایک بھتیجی کو کھونے کے باوجود یہودی ملک کے ساتھ مفاہمت کی وکالت اور خود حادثہ کا صبر وتحمل کے ساتھ سامنا کرنے والے فلسطین کے ایک ڈاکٹر عزالدین ابوالعائش کو نوبل امن کے لئے نامزد کیا گیا ہے۔ ابوالعائش نے کہا کہ نوبل انعام ملنے کی صورت میں وہ اسے اسرائیل اور فلسطین دونوں جانب کے عام لوگوں کے نام وقف کردیں گے۔ انہوں نے کہا کہ دونوں جانب کے لوگوں کا مقدر ایک ساتھ رہ کر جینے میں ہے۔ میرا پہلا جواب خوشی کا ہوگا۔ حالانکہ ذاتی طور پر یہ خوشی نہیں ہے لیکن یہ مجھے دونوں طرف کے لوگوں کے لئے امید کی کرن کے حوالے سے حوصلہ فراہم کرسکتا ہے۔

ایڈس ---- روزانہ 5700 افراد موت کا شکار

حیدرآباد : ساری دنیا میں مہلک مرض ایڈس سے متاثرہ افراد کی تعداد ۳۳٫۳ ملین ہے۔ اس میں روزانہ 6800 افراد کا اضافہ ہورہا ہے۔ جب کہ یہ ہلاکت خیز مرض ہردن 5700 افراد کو لقمہ اجل بنا رہا ہے۔ اس خطرناک مرض پر اس وقت تک قابو نہیں پایا جاسکتا ہے جب تک کہ اس سے بچنے کی تدابیر پر عمل نہ کریں۔ ان خیالات کا اظہار ڈاکٹر ڈی کالی داس، سابق ایڈیشنل ڈائرکٹر آندھرا پردیش اسٹیٹ ایڈس کنٹرول سوسائٹی نے کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ 1981ء میں پہلی بار امریکہ میں اس کیس کا پتہ چلا۔ ہندوستان نے اسے مغربی لعنت قرار دیتے ہوئے کوئی توجہ نہیں دی لیکن 1986ء میں مدراس کی ایک عورت ایچ آئی وی سے متاثر پائی گئی۔

اوباما مسلمان.....؟

واشنگٹن :امریکی صدر براک اوباما کو بائبل پر ہاتھ رکھ کر حلف لیے ہوئے 2 ماہ گزر چکے ہیں لیکن اب بھی ۱۱ فیصد امریکی انہیں مسلمان سمجھتے ہیں۔ اوباما کے مذہب کو جاننے کے لیے کیے گئے ایک سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے۔

توہین آمیز خاکے پھر ایک بار

ڈنمارک : ڈنمارک میں نبی کریم ﷺ کے توہین آمیز خاکے جو 2005ء میں شائع کیے گئے تھے اُن میں سے ایک بہت ہی توہین آمیز خاکہ بطور خاص شائع کیا گیا ہے اور اُسے ایک ہزار چار سو کرونا فی خاکہ کے حساب سے فروخت کیا جارہا ہے۔ نبی اسلام کی پگڑی میں بم سے چنگاری چھوڑتے ہوئے جس خاکے کو اب شائع کرکے فروخت کیا جارہا ہے اُس کے خریدنے والے میں صرف خود ڈینش ہی شامل نہیں بلکہ یہ خاکہ شائع کرنے والی کمپنی کے چیرمین لارس ہیڈی گورڈ کا کہنا ہے کہ جرمنی، رومانیہ، آسٹریلیا، اور امریکہ سے بھی لوگوں نے اس خاکے کی خریداری کے لیے انہیں اپنے آرڈر بھجوائے ہیں۔ چیرمین کا مزید کہنا ہے کہ اس نے یہ خاکہ ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا ہے جس کی فروخت جاری ہے اور اب تک چند سو افراد اُسے خرید بھی چکے ہیں۔

موبائل پر نماز کی الرٹ

بوسٹن : امریکہ میں کمپیوٹر اور موبائل ٹیکنالوجی پر ریسرچ کرنے والے مشہور ادارہ جارجیا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے ماہرین ان دنوں ایک ایسا موبائل سیٹ پیش کرنے کی کوشش کررہے ہیں جو سینٹ ڈائل کہی جانے والی ٹکنالوجی پر کام کرے گی۔ ایک خصوصی آلہ کے ذریعہ یہ موبائل سورج کی گردش کے مطابق پانچوں وقت مسلمانوں کو یہ بتائے گا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ موبائل سورج کی گردش کا حساب رکھ کر اس لیے چلے گا کہ مسلمانوں کے مذہب میں نماز کا وقت آفتاب کی گردش سے پوری طرح مربوط ہے۔

ماہنامہ ''مصباح''، خلیجی ممالک میں اپنی نوعیت کا ایک کثیر الاشاعت اردو مجلّہ ہے۔اس میں
اشتہار دے کر آپ اپنی تجارت کو فروغ دیجیے!

ہماری شرط

اشتہار غیر شرعی، غیر مہذب اور بے حیائی پر مبنی نہ ہو

	Description	Advertisement Rate	30% Discount for One year	20% Discount for one Month
1	Inside Page of Front Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
2	Inside Page of Back Cover	KWD 150	KWD 105	KWD 120
3	Single Page Inside	KWD 100	KWD 70	KWD 80
4	Two middle pages	KWD 200	KWD 140	KWD 160
5	Back Cover Page	KWD 200	KWD 140	KWD 160

Half Page : Half of the above mentioned rates
Quarter Page : Quarter of the above mentioned rates

contact:
email:safatalam12@yahoo.co.in, Tel.No: 22444117 ext.104, 97257389